هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد12 | جمعة المبارک 28 جنوری 2005ء | شماره 04

17 ذی الحجہ 1425 ہجری قمری ❁ 28 صلح 1384 ہجری شمسی

ذکر الٰہی زندگی بخش ہے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔(یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مردہ ہے)۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا: وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا، ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔ (بخاری کتاب الدعوات باب فضل ذکر اللہ تعالیٰ)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام

توحید تب ہی پوری ہوگی جب اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے واحد لاشریک یقین کیا جائے انسان کو چاہئے کہ اسباب کے سلسلہ کو حدّ اعتدال سے نہ بڑھادے اور صفات وافعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے۔

''دنیا میں جو اسباب کا سلسلہ جاری ہے بعض لوگ اس حد تک اسباب پرست ہو جاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔توحید کی اصل حقیقت تو یہ ہے کہ شرک فی الاسباب کا بھی شائبہ باقی نہ رہے۔خواص الاشیاء کی نسبت کبھی یہ یقین نہ کیا جاوے کہ وہ خواص ان کے ذاتی ہیں بلکہ یہ ماننا چاہئے کہ وہ خواص بھی اللہ تعالیٰ نے اُن میں ودیعت کر رکھے ہیں۔جیسے تُربد اسہال لاتی ہے یا سم الفار ہلاک کرتا ہے۔اب یہ قوتیں اور خواص ان چیزوں کے خود بخود نہیں ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اُن میں رکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نکال لے تو پھر نہ تُربد دست آور ہو سکتی ہے اور نہ سنکھیا ہلاک کرنے کی خاصیّت رکھ سکتا ہے۔نہ اسے کھا کر کوئی مر سکتا ہے۔ غرض اسباب کے سلسلہ کو حدّ اعتدال سے نہ بڑھادے اور صفات وافعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے تو توحید کی حقیقت متحقق ہوگی اور اُسے موحّد کہیں گے لیکن اگر وہ صفات وافعال الٰہیہ کو کسی دوسرے کے لئے تجویز کرتا ہے تو وہ زبان سے گو کتنا ہی توحید ماننے کا اقرار کرے وہ موحّد نہیں کہلا سکتا۔ایسے موحّد تو آریہ بھی ہیں جو اپنی زبان سے کہتے ہیں کہ ہم ایک خدا کو مانتے ہیں۔لیکن باوجود اس اقرار کے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ روح اور مادہ کو خدا نے پیدا نہیں کیا۔وہ اپنے وجود اور قیام میں اللہ تعالیٰ کے محتاج نہیں ہیں گویا اپنی ذات میں ایک مستقل وجود رکھتے ہیں۔اس سے بڑھ کر اور کیا شرک ہوگا۔

اسی طرح پر بہت سے لوگ ہیں جو شرک اور توحید میں فرق نہیں کر سکتے۔ایسے افعال اور اعمال اُن سے سرزد ہوتے ہیں یا وہ اس قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں جن میں صاف طور پر شرک پایا جاتا ہے مثلاً کہہ دیتے ہیں کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو ہم ہلاک ہو جاتے یا فلاں کام درست نہ ہوتا۔پس انسان کو چاہئے کہ اسباب کے سلسلہ کو حدّ اعتدال سے نہ بڑھادے اور صفات وافعال الٰہیہ میں کسی کو شریک نہ کرے۔

انسان میں جو قوتیں اور ملکات اللہ تعالیٰ نے رکھے ہیں ان میں وہ حد سے نہیں بڑھ سکتے۔مثلاً آنکھ اس نے دیکھنے کے لئے بنائی ہے اور کان سننے کے لئے ،زبان بولنے اور ذائقہ کے لئے۔اب یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ وہ کانوں سے بجائے سننے کے دیکھنے کا کام لے اور زبان سے بولنے اور چکھنے کی بجائے سننے کا کام لے۔ان اعضاء اور قویٰ کے افعال اور خواص محدود ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے افعال اور صفات محدود نہیں ہیں۔اور وہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ہے۔غرض یہ توحید تب ہی پوری ہوگی جب اللہ تعالیٰ کو ہر طرح سے واحد لاشریک یقین کیا جاوے اور انسان اپنی حقیقت کو ہالکۃ الذات اور باطلۃ الحقیقت سمجھ لے۔کہ نہ میں اور نہ میری تدابیر اور اسباب کچھ چیز ہیں۔

اس سے ایک شبہ پیدا ہوتا ہے کہ شاید ہم استعمال اسباب سے منع کرتے ہیں۔یہ صحیح نہیں ہے۔ہم اسباب کے استعمال سے منع نہیں کرتے بلکہ رعایت اسباب بھی ضروری ہے کیونکہ انسانی بناوٹ بجائے خود اس رعایت کو چاہتی ہے۔لیکن اسباب کا استعمال اس حد تک نہ کرے کہ اُن کو خدا کا شریک بنا دے بلکہ اُن کو بطور خادم سمجھے۔جیسے کسی کو بٹالہ جانا ہو تو وہ یکّہ یا ٹٹو کرایہ کرتا ہے۔تو اصل مقصد اس کا بٹالہ پہنچنا ہے نہ وہ ٹٹو یا یکّہ۔پس اسباب پر کلّی بھروسہ نہ کرے۔یہ سمجھے کہ ان اسباب میں اللہ تعالیٰ نے کچھ تاثیریں رکھی ہیں۔اگر اللہ تعالیٰ نہ چاہے تو وہ تاثیریں بیکار ہو جائیں اور کوئی نفع نہ دیں۔اسی موافق ہے جو مجھے الہام ہوا ہے۔رَبِّ كُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ''۔

(ملفوظات۔جلد 3 صفحہ 3,2 جدید ایڈیشن)

فرمودات خلفاء

قیامت تک آنے والے احمدیوں کو نصیحت

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''......جماعت میں تفرقہ اندازی سے بڑھ کر ہلاکت کی راہ کوئی نہیں۔جو رستہ پہلے خطرناک ثابت ہوا ہو کوئی دانا اس پر نہیں چلتا۔کیا کوئی شخص ہے جو گلے پر چھری پھیر لیتا ہو؟ ہرگز نہیں۔کیوں نہیں؟ اس لئے کہ جانتا ہے کہ چھری پھیرنے سے گلا کٹ جائے گا۔کوئی نہیں جو سانپ کے بچے سے کھیلے وہ جانتا ہے کہ سانپ ڈنگ مارے گا جس سے جان جائے گی۔کوئی انسان نہیں دیکھا ہوگا جو جنگلی شیر کے منہ میں دیدہ و دانستہ اپنا ہاتھ ڈال دے کیونکہ جانتا ہے کہ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ شیر چیر پھاڑ کر ٹکڑے کر ڈالے گا۔مگر فتنہ کی راہ اس سے بھی زیادہ تجربہ شدہ ہے۔سانپوں کے ڈسے ہوئے بچ جاتے ہیں،شیر کے پھاڑے ہوؤں کا علاج ہو جاتا ہے،آگ سے سلامتی ہو جاتی ہے، اگر نہیں سلامتی تو فتنہ کے بعد نہیں۔کوئی نظیر نہیں بتلائی جا سکتی کہ فتنہ کے بعد کوئی قوم سلامت رہی ہو......''۔

''پس میں ہوشیار کرتا ہوں کہ ان تمام بلاؤں اور ہلاکتوں سے بچنے کا صرف ایک ہی گُر ہے۔وہ ہے اتفاق واتحاد۔جب تک اتفاق واتحاد سے رہو گے اور جب تک اسی کوشش میں رہو گے کہ کسی طرح اس راہ کو نہ چھوڑیں۔کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی فتح نہیں پا سکے گا۔لیکن اگر یہ باتیں چلی گئیں اختلاف رونما ہو گیا تو چھوٹے چھوٹے آدمی بھی تم پر غالب آجائیں گے ایک وقت تھا کہ جب مسلمان اتفاق واتحاد رکھتے تھے ان کے سینکڑوں، غیروں کے لاکھوں پر بھاری ہوتے تھے۔جب یہ اتفاق واتحاد مفقود ہو گیا پھر یہی مسلمان تھے کہ ان کو چھوٹی چھوٹی حکومتوں نے پسپا کر دیا اور تباہ کر ڈالا''۔

اسی تسلسل میں ہسپانیہ کے زوال کی درد بھری مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

''میری حالت رنج سے غیر ہوتی ہے جب میں تاریخ میں ہسپانیہ کا حال پڑھتا ہوں وہاں کتب کا وہ ذخیرہ تھا اگر وہ آج ہوتا تو ہمیں اسلام کی تائید میں نقلی طور پر بہت مدد ملتی لیکن تفرقہ نے جب اسلامی حکومت کو کمزور کر دیا تو وہ سلطنت ایسی مٹی کہ جہاں مسلمانوں کی حکومت تھی آج اس جگہ ایک بھی مسلمان نظر نہیں آتا۔مسلمانوں نے حملہ آوروں سے صرف اتنی اجازت چاہی تھی کہ ہمیں اپنی کتابیں لے جانے۔دو انہوں نے اجازت دے دی۔مسلمانوں نے کتابوں کا انتخاب کیا اور کئی جہاز بھر لئے۔جس وقت روانگی کا وقت آیا ظالموں نے مسلمانوں کے بھرے ہوئے جہازوں کو آگ لگا کر غرق کر دیا''۔

''مسلمانان سپین کا یہ نتیجہ کس لئے ہوا۔صرف اس لئے کہ انہوں نے اتفاق واتحاد کو مٹا دیا۔

پس میں تم کو نصیحت کرتا ہوں تم کو ہی نہیں بلکہ قیامت تک آنے والے احمدیوں کو نصیحت کرتا ہوں کہ وہ ہمیشہ فتنہ سے بچیں اگر تم اتفاق واتحاد کے رشتہ کو نہیں چھوڑو گے کامیابی نصرت فتح مندی وظفریابی تمہارے ہمرکاب رہے گی ورنہ ہلاکت درپیش ہے کیونکہ فتنہ وفساد کا کچھ بھی علاج نہیں۔خدا نے اپنے فضل سے تم پر ایک نور کی کھڑکی کھولی ہے دنیا میں اس نور کو پھیلاؤ کہ خدا کے فضلوں کے وارث بنو۔فتنہ وفساد کی راہوں سے بچو کیونکہ یہ ہلاکت کی راہیں ہیں۔

''اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو اتفاق واتحاد پر قائم رکھے۔فتنہ وفساد سے بچائے۔اللہ تعالیٰ کا تقویٰ ہماری جماعت کا شعار ہو۔اللہ تعالیٰ ان کو ہر میدان میں کامیابی دے۔ہماری جماعت تھوڑی اور دشمن زیادہ ہیں۔ہم کمزور ہیں دشمن قوی۔ہمارا آسرا صرف اس رب العالمین پر ہے جو رازق ہے۔ہمارے تعلقات آپس میں نہایت اتفاق واتحاد کے ہوں۔فتنہ وفساد سے اللہ تعالیٰ ہمیشہ بچائے۔آمین۔

(سوانح فضل عمر جلد چہارم صفحہ406-407)

اداریہ

رسم اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز

حضرت عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ بزرگ اولیاء اللہ میں سے تھے۔آپ کے متعلق ''تذکرۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ آپ کے مریدین میں دو افراد کا نام احمد تھا لہٰذا دونوں میں امتیاز کی غرض سے ایک کو احمد کِہ (چھوٹا احمد) اور دوسرے کو احمد مِہ (بڑا احمد) کے نام سے پکارا جاتا تھا۔لیکن آپ کو احمد کِہ سے زیادہ رغبت تھی۔جب کہ احمد مِہ عبادت و ریاضت میں احمد کِہ سے کہیں زیادہ تھے۔اور یہ بات تمام مریدین کو ناگوار خاطر بھی تھی کہ آپ زیادہ عابد وزاہد سے محبت کیوں نہیں کرتے۔چنانچہ آپ نے مریدین کے احساسات کو محسوس کرتے ہوئے ایک اجتماع عام میں احمد کِہ سے فرمایا کہ جا کر اونٹ کو چھت سے باندھ دو۔لیکن اس نے عرض کیا کہ چھت پر اونٹ کیسے چڑھ سکتا ہے۔پھر جب آپ نے احمد مِہ کو حکم دیا تو وہ آمادہ ہوگیا اور اونٹ کو دونوں ہاتھوں سے اوپر اٹھانے کی کوشش کی لیکن اونٹ میں حرکت تک نہ ہوسکی۔یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ ظاہر و باطن میں یہی فرق ہوتا ہے۔احمد کِہ قلب سے میری اطاعت کرتا ہے اور احمد مِہ صرف ظاہری عبادت پر نازاں ہے۔

امرِ واقع یہ ہے کہ جب تک انسان کا ظاہر و باطن ایک نہ ہو اور وہ پوری بصیرت کے ساتھ اور سچی معرفت کے ساتھ شعائر اسلام کو بجا نہیں لاتا اس وقت تک اس کا عمل محض ایک نقالی ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی ایک علامت یہ بیان فرمائی ہے کہ۔﴿اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا﴾۔ (الفرقان :74) جب انہیں ان کے رب کے احکامات یاد دلائے جائیں تو ان پر وہ بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے۔یعنی احکامات الٰہیہ کی اندھی تقلید عباد الرحمٰن کا شیوہ نہیں۔وہ کسی حکم الٰہی کو محض رسم اور عادت کے طور پر انجام نہیں دیتے۔چنانچہ دوسری جگہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے یہ اعلان کروایا گیا ﴿عَلٰى بَصِيْرَةٍ اَنَا وَ مَنِ اتَّبَعَنِيْ﴾ (یوسف :109) کہ میں اور میرے سچے و حقیقی متبعین بصیرت پر قائم ہیں۔

نماز، روزہ اور حج وغیرہ عبادات کو ہی لیجئے۔لاکھوں کروڑوں مسلمان ہیں جو نمازیں پڑھتے ہیں، ماہ رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور حج بیت اللہ کی توفیق پاتے ہیں لیکن اس کے باوجود مسلم معاشرہ میں ان عبادات کی برکات وتاثیرات دکھائی نہیں دیتیں۔سچائی وراستی، امانت و دیانت، پاکیزگی و اخلاق حسنہ وغیرہ امور میں ان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔اس کا کیا سبب ہے؟ کیا نعوذ باللہ خدا اندھا اور بہرہ ہے کہ وہ کروڑہا مسلمانوں کی عبادتوں سے غافل ہے اور ان کی پکار کو نہیں سنتا۔یا نعوذ باللہ نماز، روزہ اور حج وغیرہ عبادات ہی ایسی بیکار و بے اثر چیزیں ہیں جو انسان کو مشکلات ومصائب اور ذلّت و نامرادی سے نکال کر دینی و دنیوی حسنات وترقیات تک پہنچانے کی صلاحیت ہی نہیں رکھتیں۔یا پھر عبادت کا دعویٰ کرنے والوں کی عبادتیں ہی حقیقت سے خالی، محض کھوکھلی اور چند ظاہری و جسمانی حرکات کی حد تک محدود ہو کر رہ گئی ہیں۔

ماموز زمانہ حَکَم وعَدَل حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پر نہایت بلیغ اور پر معرفت انداز میں تجزیہ کرتے ہوئے روشنی ڈالی ہے۔آپؑ فرماتے ہیں:

''کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں۔مگر کوئی برکت اور ظہور اُن مسجدوں کے بھرے ہوئے ہونے سے نظر نہیں آتا۔اس لئے کہ یہ سب کچھ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔وہ سچا اخلاص اور وفا جو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں اُن کے ساتھ پائے نہیں جاتے۔سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہو گئے ہیں۔جوں جوں انسان اُن کے حالات سے واقف ہوتا جاتا ہے اندر سے گند اور خبث نکلتا آتا ہے۔مسجد سے نکل کر گھر کی تفتیش کرو تو یہ ننگِ اسلام نظر آئیں گے۔مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک کوٹھا ہزار من گندم سے بھرا ہوا خالی ہوگیا۔اگر چوہے اُس کو نہیں کھا گئے تو وہ کہاں گیا۔پس اسی طرح پر پچّاس برس کی نمازوں کی جب برکت نہیں ہوئی، اگر ریا اور نفاق نے ان کو باطل اور حبط نہیں کیا تو وہ کہاں گئیں۔خدا کے نیک بندوں کے آثار اُن میں پائے نہیں جاتے۔ایک طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے اگر وہ نسخہ اس کے لئے مفید اور کارگر نہ ہو تو چند روز کے تجربہ کے بعد اُس کو بدل دیتا ہے اور پھر تشخیص کرتا ہے۔لیکن ان مریضوں پر تو وہ نسخہ استعمال کیا گیا ہے جو ہمیشہ مفید اور زُود اثر ثابت ہوا ہے۔تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے نسخہ کے استعمال میں غلطی اور بد پرہیزی کی ہے۔یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ارکان اسلام میں غلطی تھی۔اور نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ مؤثر علاج نہ تھا۔کیونکہ اس نسخہ نے ان مریضوں کو اچھا کیا جن کی نسبت لاعلاج ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا''۔(ملفوظات ۔جلد 3صفحہ 88,87)

حضور علیہ السلام نے عام طور پر مسلمانوں کی نمازوں کا نقشہ کھینچتے ہوئے ایک موقع پر فرمایا:۔

''یہ عام بدعت پھیلی ہوئی ہے کہ تعدیل ارکان پورے طور پر ملحوظ نہیں رکھتے اور ٹھونگے دار نماز پڑھتے ہیں۔گویا وہ نماز ایک ٹیکس ہے جس کا ادا کرنا ایک بوجھ ہے۔اس لئے اس طریق سے ادا کیا جاتا ہے جس میں کراہت پائی جاتی ہے۔حالانکہ نماز ایسی شئ ہے کہ جس سے ایک ذوق، اُنس اور سرور بڑھتا ہے۔مگر جس طرز پر نماز ادا کی جاتی ہے اس سے حضور قلب نہیں ہوتا اور بے لطفی پیدا ہوتی ہے......۔عام طور پر یہ حالت ہو رہی ہے کہ نماز کو ایسے طور سے پڑھتے ہیں کہ جس میں حضور قلب کی کوشش نہیں کی جاتی بلکہ جلدی جلدی اس کو ختم کیا جاتا ہے اور خارج نماز میں بہت کچھ دعا کے لئے کرتے ہیں اور دیر تک دُعا مانگتے رہتے ہیں......۔کیا وجہ ہے کہ بعض لوگ تیس تیس برس تک برابر نماز پڑھتے ہیں پھر کورے کے کورے ہی رہتے ہیں۔کوئی اثر روحانیت اور خشوع وخضوع کا ان میں پیدا نہیں ہوتا۔اس کا یہی سبب ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہیں جس پر خدا تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے۔ایسی نمازوں کے لئے وَیْل آیا ہے۔

(ملفوظات ۔جلد 3صفحہ 443)

فرمایا:''نماز ایسی شئ ہے کہ سیّئات کو دور کر دیتی ہے۔جیسے فرمایا۔﴿اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ﴾ (ھود:115) نماز کُل بدیوں کو دور کر دیتی ہے۔حسنات سے مراد نماز ہے۔مگر آج کل یہ حالت ہو رہی ہے کہ عام طور پر نمازی کو مکّار سمجھا جاتا ہے۔کیونکہ عام لوگ بھی جانتے ہیں کہ یہ لوگ جو نماز پڑھتے ہیں یہ اسی قسم کی ہے جس پر خدا نے واویلا کیا ہے۔کیونکہ اس کا کوئی نیک اثر اور نیک نتیجہ مترتب نہیں ہوتا۔نرے الفاظ کی بحث میں پسند نہیں کرتا۔آخر مر کر خدا تعالیٰ کے حضور جانا ہے۔دیکھو ایک مریض جو طبیب کے پاس جاتا ہے اور اس کا نسخہ استعمال کرتا ہے اگر دس بیس دن تک اس سے کوئی فائدہ نہ ہو تو وہ سمجھتا ہے کہ تشخیص یا علاج میں کوئی غلطی ہے۔پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ سالہا سال سے نمازیں پڑھتے ہیں اور اس کا کوئی اثر محسوس اور مشہود نہیں ہوتا۔

میرا تو یہ مذہب ہے کہ اگر دس دن بھی نماز کو سنوار کر پڑھیں تو تنویر قلب ہو جاتی ہے مگر یہاں تو پچاس پچاس برس تک نماز پڑھنے والے دیکھے گئے ہیں کہ بدستور رُو بدنیا اور سفلی زندگی میں نگونسار ہیں اور انہیں نہیں معلوم کہ وہ نمازوں میں کیا پڑھتے ہیں اور استغفار کیا چیز ہے۔اس کے معنوں پر بھی انہیں اطلاع نہیں ہے۔......زیادہ تر اس زمانہ میں لوگوں کا یہی حال ہو رہا ہے کہ عادت اور رسم کے پابند ہیں اور حقیقت سے واقف اور آشنا نہیں ہیں......اب دیکھ لو مثلاً ایک افغان نماز تو پڑھتا ہے لیکن وہ اثر نماز سے بالکل بے خبر ہے۔یاد رکھو رسم اور چیز ہے اور صلوٰۃ اور چیز۔

صلوٰۃ ایسی چیز ہے کہ اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قُرب کا کوئی قریب ذریعہ نہیں۔یہ قُرب کی کنجی ہے۔اسی سے کشوف ہوتے ہیں۔اسی سے الہامات اور مکالمات ہوتے ہیں۔یہ دعاؤں کے قبول ہونے کا ایک ذریعہ ہے۔لیکن اگر کوئی اس کو اچھی طرح سمجھ کر ادا نہیں کرتا تو وہ رسم اور عادت کا پابند ہے اور اس سے پیار کرتا ہے جیسے ہندو گنگا سے پیار کرتے ہیں۔''(ملفوظات جلد سوم صفحہ445-446)

اسی طرح فرمایا:۔''ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔اس کا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں مگر نہ روح اور راستی کے ساتھ۔وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں۔ان کی روح مردہ ہے۔''(ملفوظات جلد 1صفحہ 164)

نماز کے ظاہری ارکان کو سنوار کر ادا کرنا اور ادعیہ ماثورہ کو سوچ سمجھ کر صحیح طور پر پڑھنا بھی نہایت ضروری ہے۔لیکن نماز کی ظاہری صورت پر اکتفا کرنا نادانی ہے۔ان تمام جسمانی حرکات کے ساتھ ضروری ہے کہ انسان کے دل میں وہ حقیقی کیفیت بھی پیدا ہو جو ان ارکان نماز کا اصل مقصود ہے۔کیونکہ

''کوئی جسمانی بات جس کے ساتھ کیفیت نہ ہو فائدہ مند نہیں ہو سکتی......اللہ تعالیٰ کیفیّت کو چاہتا ہے اور ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی عزّت اور عظمت کے لئے جوش رکھتے ہیں۔''(ملفوظات جلد 1 صفحہ 395)

اور''جو لوگ خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال اور تقدیس کے لئے جوش نہیں رکھتے ان کی نمازیں جھوٹی ہیں اور ان کے سجدے بیکار ہیں''۔''یاد رکھو کہ کوئی عبادت اور صدقہ قبول نہیں ہوتا جب تک کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ذاتی جوش نہ ہو جس کے ساتھ کوئی ملونی ذاتی فوائد اور منافع کی نہ ہو''۔(ملفوظات جلد 1صفحہ396,395)

اگر کوئی یہ خیال کرے کہ جب اصل نماز، روزہ روح کا ہے تو پھر ظاہر کی کیا ضرورت ہے۔تو یہ خیال بھی درست نہیں۔حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔''یہ بالکل پکّی بات ہے کہ جو لوگ جسم سے خدمت لینا چھوڑ دیتے ہیں اُن کو روح نہیں مانتی اور اس میں وہ نیازمندی اور عبودیت پیدا نہیں ہو سکتی جو اصل مقصد ہے۔اور جو صرف جسم سے کام لیتے ہیں، روح کو اس میں شریک نہیں کرتے وہ بھی خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں۔اور یہ جوگی اسی قسم کے ہیں۔

روح اور جسم کا باہم خدا تعالیٰ نے ایک تعلق رکھا ہوا ہے اور جسم کا اثر روح پر پڑتا ہے۔......نماز کی جس قدر حالتیں جسم پر وارد ہوتی ہیں مثلاً کھڑا ہونا یا رکوع کرنا اس کے ساتھ ہی روح پر بھی اثر پڑتا ہے۔اور جس قدر جسم میں نیازمندی کی حالت دکھاتا ہے اُسی قدر روح میں پیدا ہوتی ہے۔اگرچہ خدا نرے سجدہ کو قبول نہیں کرتا مگر سجدہ کو روح کے ساتھ ایک تعلق ہے۔اس لئے نماز میں آخری مقام سجدہ کا ہے۔جب انسان نیازمندی کے انتہائی مقام پر پہنچتا ہے تو اس وقت وہ سجدہ ہی کرنا چاہتا ہے۔......اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جسم کو روح کے ساتھ خاص تعلق ہے۔ایسا ہی روح کی حالتوں کا اثر جسم پر نمودار ہو جاتا ہے۔''(ملفوظات جلد 4صفحہ 421)

پھر فرمایا:''ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست ہیں۔انسان کو خدا تعالیٰ کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمتگاران میں سے ہے۔رکوع جو دوسرا حصہ ہے بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے۔اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلّل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔یہ آداب اور طُرق ہیں جو خدا تعالیٰ نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے۔علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھ دیا ہے۔اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقّال کی طرح نقلیں اُتاری جاویں اور اُسے ایک بارگراں سمجھ کر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ اُس میں کیا لذّت اور حظ آ سکتا ہے۔اور جب تک لذّت اور سرور نہ آئے اُس کی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی۔اور یہ اُس وقت ہوگا جبکہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلّل تام ہو کر آستانۂ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے۔اس وقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 1صفحہ165,164)

چنانچہ آپ نے اپنی جماعت کو نصیحت فرمائی:۔''نماز کو جنتر منتر کی طرح نہ پڑھو۔بلکہ اس کے معانی اور حقیقت سے معرفت حاصل کرو۔''(ملفوظات جلد 9صفحہ 41,40)

لیکن ایسی نماز کا پڑھنا جس سے دین اور دنیا دونوں سنور جاتے ہیں اور جو مومن کی معراج ہے۔جس کے پڑھنے والے ہر قسم کی بدیوں اور بے حیائیوں سے بچائے جاتے ہیں۔اور جنہیں خدا دونوں جہان کی حسنات وترقیات سے نوازتا ہے اور جن کے لئے اس کی قدرت اور رحمت کے زبردست نشان ظاہر ہوتے ہیں۔یہ کوئی آسان کام نہیں۔چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

''اس طرح کی نماز پڑھنی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہوتی۔یہ طریق خدا کی مدد اور استعانت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اور جب تک انسان دعاؤں میں نہ لگا رہے اس طرح کا خشوع خضوع پیدا نہیں ہوسکتا۔اس لئے چاہئے کہ تمہارا دن اور تمہاری رات غرض کوئی گھڑی دعاؤں سے خالی نہ ہو۔''(ملفوظات جلد 10صفحہ 67)

دعائیں کرو، بس دعائیں کرو ۔ در یار پر ہی صدائیں کرو

''اے خدا ہم کو توفیق دے کہ ہم تیرے ہو جائیں اور تیری رضا پر کاربند ہو کر تجھے راضی کر لیں''۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ

(عطاء المجیب راشد۔ لندن)

﴿ یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاOوَّ دَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًاOوَّ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَھُمْ مِنَ اللّٰہِ فَضْلًا کَبِیْرًاOوَّ لَا تُطِعِ الْکٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰھُمْ وَ تَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا﴾

(سورۃ الاحزاب: ۴۶ تا ۴۹)

اے نبی! یقیناً ہم نے تجھے ایک شاہد اور ایک مبشر اور ایک نذیر کے طور پر بھیجا ہے۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلانے والے اور ایک منور کر دینے والے سورج کے طور پر۔ اور مومنوں کو خوشخبری دیدے کہ (یہ) ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہے۔ اور کافروں اور منافقوں کی اطاعت نہ کر اور ان کی ایذا رسانی کو نظر انداز کر دے۔ اور اللہ پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔

سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بابرکت سیرت کا موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر جتنا بھی کہا جائے، کبھی بھی موضوع کا حق ادا نہیں ہو سکتا۔ بیان کرنے والے کے دل کی حسرت پوری نہیں ہوتی اور سننے والوں کے دل بھی اس زندگی بخش تذکرہ سے کبھی سیر نہیں ہوتے۔ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا موضوع واقعی کیسا دلربا موضوع ہے۔ ایک طرف دلوں اور روحوں کو سیراب کرتا ہے تو دوسری طرف ان کی تشنگی کو مزید بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ آج اس عاجز کو سیرت النبی ﷺ کے جس پہلو پر کچھ عرض کرنا ہے وہ توکل علی اللہ ہے۔

توکل کا حقیقی مفہوم

توکل ایک عربی لفظ ہے جس کے لفظی معنی سپرد کرنے کے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے سے یہ مراد ہے کہ انسان اپنے آپ کو کلیتہً اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور اپنے نفس کو اس کے آستانہ پر ڈال دے۔ توکل کے مضمون میں یہ بات بھی داخل ہے کہ انسان خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے اور مہیا کردہ اسباب و قوانین کو اختیار کرے۔ لیکن اس اعتدال کے ساتھ کہ نہ تو کلیتہً اسباب کا بندہ بن کر رہ جائے اور نہ یہ ہو کہ رعایتِ اسباب کو بالکل نظر انداز کر دے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے ہمیں توکل کا یہی مفہوم سمجھایا ہے کہ عندالضرورت خداداد طاقت و صلاحیت کو انسانی وسعت کی آخری حد تک بروئے کار لایا جائے۔ اس کے باوجود انسانی کوشش میں جو کمی یا نقص رہ جائے اسے خدا تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اور یقین رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مشیّتِ بالغہ سے خود اسے پورا کر دے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا خوب فرمایا ہے:

”توکل ایک طرف سے توڑ اور ایک طرف جوڑ کا نام ہے“۔ (ملفوظات، جلد ۵ صفحہ ۱۹۲)

تدبیر اور توکل کے تعلق کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”انسان کو چاہیے کہ جہاں تک ہو سکے اور انسان کے امکان اور طاقت میں ہو خدا تعالیٰ پر بھروسہ رکھے تو پھر اسے کسی قسم کی تکلیف نہیں ہو سکتی۔ خدا تعالیٰ پر بھروسہ کے یہ معنے نہیں کہ انسان تدبیر کو ہاتھ سے چھوڑ دے بلکہ یہ معنی ہیں کہ تدبیر پوری کر کے پھر انجام کو خدا تعالیٰ پر چھوڑے۔ اس کا نام توکل ہے۔ اگر تدبیر نہیں کرتا اور صرف توکل کرتا ہے تو اس کا توکل پھوکا ہوگا اور نری تدبیر کر کے اس پر بھروسہ کرتا ہے اور خدا تعالیٰ پر توکل نہیں ہے تو وہ تدبیر بھی پھوکی ہوگی“۔

(ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۳۴)

توکل کی عملی تشریح

اس امر کی ایک خوبصورت اور عملی تشریح ہمیں ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی زندگی میں نظر آتی ہے۔ حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے ایک واقعہ کو ان لفظوں میں بیان فرمایا ہے۔

”ایک شخص اونٹ پر سوار تھا۔ آنحضرت ﷺ کو اس نے دیکھا۔ تعظیم کے لیے نیچے اترا اور ارادہ کیا کہ توکل کرے اور تدبیر نہ کرے۔ چنانچہ اس نے اونٹ کا گھٹنا نہ باندھا۔ جب رسول اللہ ﷺ سے مل کر آیا تو دیکھا کہ اونٹ نہیں ہے۔ واپس آ کر آنحضرت ﷺ سے شکایت کی کہ میں نے تو توکل کیا تھا لیکن میرا اونٹ جاتا رہا۔ آپؐ نے فرمایا کہ تو نے غلطی کی۔ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھتا اور پھر توکل کرتا تو ٹھیک ہوتا۔“

(ملفوظات، جلد ۲ صفحہ ۳۳۴)

ایک روایت یوں بھی آتی ہے کہ ایک شخص نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! کیا میں پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھوں اور پھر توکل کروں یا اُسے آزاد رہنے دوں اور خدا پر توکل کروں۔ آپ نے فرمایا: اِعْقَلْھَا وَ تَوَکَّلْ کہ پہلے اونٹ کا گھٹنا باندھو اور پھر توکل کرو۔

(ترمذی جلد۲ باب صفتہ القیامۃ)

یاد رکھنا چاہئے کہ گھٹنا باندھ کر معاملہ کو خدا کے سپرد کر دینا درحقیقت توکل کی پہلی منزل ہے۔ یہ ایک عام انسان کا مقام ہے۔ توکل کا مضمون بہت گہرا ہے اور اسکی راہیں بہت باریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ذات اور قدرتوں پر کامل ایمان رکھنے والے مومن کے توکل کا معیار اس سے بہت بلند ہوتا ہے۔ اسباب موجود ہوں تو وہ حکم خداوندی کے مطابق ان کو ضرور استعمال کرتا ہے لیکن اس بات پر بھی کامل یقین رکھتا ہے کہ ایک قادر و توانا خدا ہے جو کل اسباب کا خالق و مالک ہے۔ وہ آستانہ الوہیت پر جھکتا ہے اور رحمت باری تعالیٰ کو اس طرح حرکت دیتا ہے کہ خدا جو اسباب کا پابند اور محتاج نہیں، اپنی قادرانہ قدرت کی تجلی سے معجزانہ طور پر غیر ممکن باتوں کو بھی ممکن بنا دیتا ہے۔ یہ توکل کا وہ مقام ہے جو مومنوں کی زندگیوں میں اور خاص طور پر انبیاء کرام کی زندگیوں میں جلوہ گر نظر آتا ہے۔ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کی حیاتِ طیّبہ میں یہ حقیقی اور سچا توکل علی اللہ اپنے نقطۂ معراج پر نظر آتا ہے۔ اس اعلیٰ مقامِ توکل کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھ کر ہے“

(کشتی نوح صفحہ ۱۳، روحانی خزائن جلد ۱۹)

قرآن مجید میں توکل کا مضمون بڑی کثرت کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ توکل علی اللہ کو مومنوں کی ایک صفت قرار دیا گیا ہے۔ انبیاء کرام کے حوالہ سے بڑی کثرت سے یہ بات مذکور ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کا نمونہ دکھایا۔ انبیاء کے ماننے والوں کے توکل کا بھی ذکر ملتا ہے۔ سب سے زیادہ قابل توجہ بات یہ ہے کہ توکل کے ضمن میں ہمارے پیارے ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا ذکر مختلف انداز میں ملتا ہے۔ توکل علی اللہ کے سلسلہ میں آپ کے عملی نمونوں کو قرآن کریم نے ہمیشہ ہمیش کے لئے مشعلِ راہ کے طور پر محفوظ کر دیا ہے۔ قرآن مجید کی گیارہ آیات کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب اور پیارے رسول ﷺ کو توکل کی تاکید فرمائی ہے۔ گیارہ کی تعداد میں کیا حکمت ہے؟ یہ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ لیکن یہ مضمون بہت واضح ہے کہ آپؐ کو توکل اختیار کرنے کی اس تاکید میں دراصل آپ کی ساری کی ساری امت قیامت تک کے لئے مخاطب ہے۔

جہاں تک ہمارے پیارے آقا حضرت اقدس محمد عربی ﷺ کا تعلق ہے آپؐ کَانَ خُلُقُہُ الْقُرْاٰنَ کے مطابق قرآن مجید کی جملہ تعلیمات پر سب سے زیادہ عامل اور ان کی مجسم تصویر تھے۔ آپؐ کے مقامِ توکل علی اللہ کا اندازہ لگانا عام انسان کے بس کی بات نہیں۔ اس کے لیئے ایک عارف باللہ کی نظر اور چشم بصیرت کی ضرورت ہے۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس موضوع پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند جلیل، حضرت امام مہدی علیہ الصلوۃ والسلام نے ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ اس لئے مضمون کو آگے بڑھانے اور واقعات کے آئینہ میں توکل علی اللہ کی جھلک دیکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے پُر معارف ارشادات سے روشنی اور بصیرت حاصل کریں۔ دو ارشادات بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔

آپ نے فرمایا:

”واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم واُمید سے بالکل مُنہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکّل کرنے والے تھے کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اِس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی۔ اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدّتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے۔ اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعاتِ خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلے شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں۔“ (براہین احمدیہ جلد اوّل۔ روحانی خزائن جلد اوّل صفحہ ۱۱۱۔۱۱۲)

اسی موضوع پر آپ مزید فرماتے ہیں:

”وہ مصیبتوں کا زمانہ جو ہمارے نبی ﷺ پر تیرہ برس تک مکّہ معظّمہ میں شامل حال رہا۔ اس زمانہ کی سوانح پڑھنے سے نہایت واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے وہ اخلاق جو مصیبتوں کے وقت کامِل راستباز کو دکھلانے چاہئیں یعنی خدا پر توکل رکھنا اور جزع فزع سے کنارا کرنا اور اپنے کام میں سُست نہ ہونا اور کسی کے رُعب سے نہ ڈرنا ایسے طور پر دکھلا دیئے جو کفار ایسی استقامت کو دیکھ کر ایمان لائے اور شہادت دی کہ جب تک کسی کا پُورا بھروسہ خدا پر نہ ہو تو اس استقامت اور اس طور سے دکھوں کی برداشت نہیں کر سکتا۔“ (اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد ۱۰ صفحہ ۴۴۷)

توکل کا مقام خاتم

اللہ تعالیٰ کے سب انبیاء کرام اپنے اپنے وقت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر محکم ترین ایمان رکھنے والے اور کلیتہً اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرنے والے مقدس وجود ہوتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولیٰ، ہادیٔ کامل حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے خاتم النّبیّن کے عالی منصب پر فائز فرما کر امام الانبیاء کا مرتبہ عطا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ میں نہ صرف جملہ انبیائے کرام کی صفات ودیعت فرمائیں بلکہ آپؐ کی زندگی میں ہر فضیلت اپنی معراج پر نظر آتی ہے۔ توکل علی اللہ کے باب میں بھی یہ کیفیت آپؐ کی ساری حیات طیبہ میں اس شان سے جلوہ گر نظر آتی ہے کہ پورے یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ آپؐ کو اس میدان میں بھی سب انبیاء کرام پر افضلیت اور اکملیت کا مقامِ خاتم عطا فرمایا گیا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر آپؐ کی حیات طیبہ کے واقعات زندہ گواہ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے تحت آپ کی حیات طیبہّ مختلف ادوار میں سے گزری۔ زندگی میں نشیب و فراز آتے رہے۔ سیرت نبوی کا مطالعہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ آپؐ نے زندگی کے ہر موڑ پر، حالات کے ہر مرحلہ پر توکل علی اللہ کی صفت کو ہمیشہ سربلند رکھا۔ توکل علی اللہ کی شمعِ فروزاں نے آپ کی مبارک زندگی کے ہر زاویہ کو منور کیا۔ مکّی زندگی کے پُر آشوب دنوں میں جبکہ زہرہ گداز مظالم نے عرصہ حیات تنگ کر رکھا تھا، تیرہ سالہ عرصہ کا ایک ایک دن امتحان تھا۔ آپ کی ذات کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا گیا۔ آپ کے پیاروں اور جانثاروں سے آپؐ کی آنکھوں کے سامنے سفاکی اور بربریت کا سلوک کیا گیا لیکن آپ توکل علی اللہ کا پہاڑ بن کر یہ سب کچھ برداشت کرتے رہے اور اپنے صحابہ کو بھی صبر واستقامت کی نصیحت کرتے ہوئے یہی فرماتے رہے کہ گھبراؤ نہیں یہ قربانیاں رائیگاں نہیں جائیں گی اور ایک دن خدا ضرور ہماری مدد اور نصرت فرمائے گا۔ آپ کا یہ نمونہ تھا جو صحابہ کے دلوں کا سہارا

تھا۔ہجرت کے بعد آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوا جس میں آپ کو دشمنوں کے پے در پے حملوں کے جواب میں دفاعی جنگوں کے میدانوں میں اترنا پڑا۔ ہر غزوہ کے موقع پر نفری، اسلحہ اور تیاری کے لحاظ سے حملہ آور دشمن کا پلہ بھاری ہوتا۔ ان حالات میں میدان مقابلہ میں اترنا گویا اپنے آپ کو موت کے منہ میں دھکیلنے والی بات ہوتی۔ عملاً بھی متعدد مراحل ایسے آئے کہ موت آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی اور وقتی ہزیمت بھی اٹھانی پڑی لیکن ان حوصلہ شکن اور انتہائی خطرناک حالات میں بھی ہمارے پیارے آقا محمد عربی ﷺ نے استقامت، جرأت، یقین اور توکل علی اللہ کے ایسے ایسے ایمان افروز نمونے دکھائے کہ دنیا کی تاریخ میں ان کی مثال نہیں ملتی۔ دشمنانِ اسلام آج بھی ان واقعات کو حیرت اور تعجب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور آقائے دو جہاں محمد مصطفٰے ﷺ کی عظمت و رِفعت کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں۔

حق یہ ہے کہ ہمارے ہادی کامل حضرت محمد عربی ﷺ کی ساری زندگی توکل علی اللہ کے حسین نمونوں سے بھری پڑی ہے۔ خدا تعالیٰ کی ذات پر یقینِ محکم اور قادر و توانا خدا کی تائید و نصرت پر کامل بھروسہ آپ کی حیات طیبہ کے ایسے عنوان ہیں جن کی جھلک آپ کی ساری زندگی پر محیط نظر آتی ہے۔ آپ نے ہر حالت میں، ہر موقع پر توکل علی اللہ کے علم کو سر بلند رکھا۔ توکل کے اچھوتے اور دلکش انداز اختیار فرمائے، نئے سے نئے اسلوب دنیا کو عطا فرمائے اور توکل علی اللہ کی ہر راہ میں اپنے اسوہ حسنہ سے ایسے سنگِ میل نصب فرمائے جو رہتی دنیا تک روشنی اور عظمت کے مینار کے طور پر قائم رہیں گے۔ چند ایک متفرق واقعات پیش کرتا ہوں۔

واقعات کی دنیا میں

رسول مقبول ﷺ کے توکل علی اللہ کے اس اجمالی ذکر کے بعد آیئے ہم واقعات کی دنیا میں اتر کر دیکھیں کہ ہمارے پیارے آقاؐ نے کس کس انداز میں توکل علی اللہ کی شمعیں فروزاں کی ہیں۔

آپ کی مطہر زندگی میں توکل علی اللہ کے ایمان افروز واقعات اس کثرت سے نظر آتے ہیں کہ یوں لگتا ہے کہ خوبصورت ستاروں سے بھرا ہوا آسمان ہے۔ ہر ستارہ ایک دلآویز رعنائی رکھتا ہے اور ستاروں کی یہ خوبصورت کہکشاں ایک مسحور کن منظر پیش کرتی ہے۔

☆اسلام کے ابتدائی دور کی بات ہے۔ جب مکہ میں رفتہ رفتہ اسلام پھیلنے لگا تو رؤسائے مکہ نے سوچا کہ ہم لالچ اور دباؤ کے ذریعہ اس پیغام کو ہمیشہ کے لیئے دبا دیں۔ وہ رسولِ پاک ﷺ کے چچا ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ آپ اپنے بھتیجے کو اس کام سے روکیں۔ اگر وہ عزت کا خواہاں ہے تو ہم اسے سردار بنانے کو تیار ہیں، دولت کا آرزومند ہے تو ہم اس کے لیئے دولت کا انبار لگا دیتے ہیں اگر شادی کی خواہش ہے تو اسکی پسند کی خوبصورت عورت سے شادی کرا دیتے ہیں لیکن ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ وہ توحید کی منادی کرے اور ہمارے بتوں کو بُرا بھلا کہے۔ انہوں نے ابوطالب سے مطالبہ کیا کہ یا تم اپنے بھتیجے کو اس بات سے روکو ورنہ اسے اپنی پناہ سے آزاد کر دو یا پھر اپنی سرداری سے ہاتھ دھو لو۔ ابوطالب نے یہ بات آپؐ سے بیان کی تو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ نے جرأت و استقامت اور توکل علی اللہ کا بے نظیر مظاہرہ فرمایا۔ آپ نے فوراً فرمایا:

چچا! آپ میری وجہ سے اپنے آپ کو مشکل میں نہ ڈالیں۔ آپ بے شک میرا ساتھ چھوڑ دیں۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میرا خدا میرے ساتھ ہے وہ کبھی میرا ساتھ نہ چھوڑے گا۔ اور اے میرے چچا! میں یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ میں تو اپنے مولیٰ کا ہو چکا ہوں وہی میرا سہارا اور معین و مددگار ہے۔ مجھے ان دنیاوی سہاروں اور وجاہتوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔ جن چیزوں کی پیشکش یہ کر رہے ہیں ان کی کیا حیثیت ہے؟ یہ لوگ اگر سورج کو میرے دائیں ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر لا کر رکھ دیں اور پھر مجھ سے یہ چاہیں کہ میں توحید کی منادی سے رک جاؤں تو بخدا یہ بات کبھی نہ ہو سکے گی۔ میں زندگی کے آخری سانس تک توحید کی منادی کرتا چلا جاؤں گا اور اسی راہ میں ساری زندگی قربان کر دوں گا۔ توکل اور استقامت کا یہ اعلان سن کر ابوطالب کی خوابیدہ فطرت بیدار ہو گئی۔ آپ نے کہا:

اے میرے بھتیجے جا اور اپنا فرض ادا کرتا رہ۔ قوم اگر مجھے چھوڑنا چاہتی ہے تو بے شک چھوڑ دے لیکن میں تجھے اکیلا نہیں چھوڑ سکتا۔

(سیرۃ ابن ہشام۔الجزالاول ذکر ما دار بین الرسول ﷺ وابی طالب)

☆حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کے موقعہ پر بھی رسول کریم ﷺ کے توکل علی اللہ کی عجیب شان نظر آتی ہے۔ حضرت عمر آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے۔ راستہ میں بہن اور بہنوئی کے مسلمان ہونے کی خبر ملی تو فوراً ان کا رخ کیا اور سورہ طٰہٰ کی ابتدائی آیات پڑھنے سے یکدفعہ دل کی کایا پلٹ گئی۔ اسی طرح ننگی تلوار ہاتھ میں لیئے دارِارقم پہنچے جہاں رسولِ پاک ﷺ صحابہ کے ساتھ موجود تھے۔ صحابہ نے اس دشمنِ اسلام کو اس حالت میں دیکھا تو ڈرے کہ اس کی نیت ٹھیک نہیں۔ لیکن رسولِ خدا ﷺ کے توکل علی اللہ اور جرأت کا عالم دیکھیئے کہ آپ نے ایک لحہ توقف کیئے بغیر صحابہ سے فرمایا کہ ڈرو نہیں اور دروازہ کھول دو۔ عمر تلوار پکڑے اندر داخل ہوئے۔ آپؐ آگے بڑھے اور فرمایا عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟ عمر نے عرض کیا:

یارسول اللہ! مسلمان ہونے آیا ہوں۔ آپ نے بلند آواز سے اللہ اکبر فرمایا اور صحابہ کے پر جوش نعروں سے مکہ کی وادی گونج اٹھی!

(سیرۃ ابن ہشام۔الجز الاول ذکر سبب اسلام عمرؓ)

☆سفرِ طائف کا واقعہ بھی ایک دلگداز واقعہ ہے جو ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کے عزم و حوصلہ، استقامت اور توکل علی اللہ پر غیر معمولی روشنی ڈالتا ہے۔ تبلیغ کے بے پناہ جذبہ سے سرشار آپ نے طائف کی بستی کا سفر اختیار کیا۔ اس امید پر کہ شاید اہل طائف کو خدا تعالیٰ قبولِ حق کی توفیق عطا فرما دے لیکن یہ لوگ تو اہل مکہ سے بھی سنگدل نکلے۔ رؤسائے طائف نے نہ صرف دعوتِ اسلام کو رد کر دیا بلکہ شہر کے اوباشوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا۔ ان نوجوانوں نے کتے ساتھ لیے، جھولیوں میں پتھر بھر لیئے اور نہایت سفاکی سے سید المعصومین حضرت محمد عربی ﷺ پر اسقدر پتھراؤ کیا کہ آپ کا جسم لہولہان ہو گیا اور جوتیاں مقدس خون سے بھر گئیں۔ اس حالت میں ان ظالموں نے خدا کے فرستادہ کو بستی سے باہر دھکیل دیا۔ آپ نے ایک قریبی نخلستان میں پناہ لی۔ پہاڑوں کے فرشتے نے عرض کیا کہ اجازت ہو تو پہاڑوں کو الٹا کر اس بستی کا نام ونشان مٹا دوں لیکن آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں تو ان کے لیئے ہدایت اور رحمت کا پیغام لیکر آیا ہوں اور مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں میں ایسے اشخاص پیدا کرے گا جو خدائے واحد کے پرستار بنیں گے۔

زید بن حارثہؓ اس سفر میں آپ کے ساتھ تھے۔ روایت میں آتا ہے کہ جب آپ چندروز آرام کے بعد مکہ کے لیئے روانہ ہونے لگے تو حضرت زیدؓ نے عرض کیا: حضور! آپ پھر وہاں تشریف لیجا رہے ہیں حالانکہ قریش نے آپ سے اچھا سلوک نہیں کیا۔ آپ نے کمال توکل اور یقین سے فرمایا:

''زید! تم دیکھو گے کہ ایک دن اللہ اپنے دین کی مدد فرمائے گا اور اپنے نبی کو غلبہ نصیب کرے گا اور مشکلات کی یہ گھڑیاں ختم ہو جائیں گی''۔

اس وقت آپ کی حالت بہت ہی کسمپرسی کی تھی۔ دو بستیوں کے درمیان بے یار و مددگار پڑے تھے لیکن اس حالت میں بھی حصولِ مدد کیلئے آپ کی نگاہ اٹھی تو اپنے قادر و توانا خدا کی طرف اٹھی اور آپ نے ایک درد بھری دعا کی جس میں اپنی بے بسی کے حوالہ سے خالق کائنات سے مدد کی التجا کی۔ اور بہتے آنسوؤں کے ساتھ آپ نے یوں عرض کیا:

'' اَللّٰھُمَّ اَلَیْکَ اَشْکُو ضُعْفَ قُوَّتِیْ وَ قِلَّۃَ حِیْلَتِیْ وَ ھَوَانِیْ عَلَی النَّاسِ۔
اَللّٰھُمَّ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ اَنْتَ رَبُّ الْمُسْتَضْعَفِیْنَ وَ اَنْتَ رَبِّیْ۔۔الخ

(سیرۃ ابن ہشام۔۔الجز الثانی صفحہ۔۱۲ ذکر سعی الرسول الی الطائف)

یعنی اے اللہ! میں اپنے ضعف و ناتوانی اور کوتاہئ تدبیر کا حال تیرے سوا کس سے کہوں۔ میں لوگوں میں رسوا ہو گیا ہوں۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! تو غریبوں اور کمزوروں کا خدا ہے اور تو میرا بھی خدا ہے۔ تو مجھے کس کے سپرد کرے گا؟ کیا ایسے دشمن کے حوالے کرے گا جو مجھے تباہ کر دے یا کسی ایسے قریبی کے سپرد جسے تو میرے معاملہ میں سب اختیار دے دے؟ خیر! اگر تو مجھ سے ناراض نہیں تو پھر مجھے کسی کی کوئی پرواہ نہیں مگر ہاں تیری وسیع تر عافیت کا پھر بھی میں طلبگار ہوں۔ میں تیرے عزت والے چہرے کے نور کی پناہ مانگتا ہوں کہ جس سے زمین و آسمان روشن ہیں اور جس نے اندھیروں کو منوّر کر دیا ہے۔ اور دنیا اور آخرت کے معاملے جس کے ساتھ درست ہوتے ہیں کہ تیرا غضب مجھ پر نازل ہو یا تیری ناراضگی کا موجب ٹھہروں۔ تیری مرضی ہے تو جو چاہے کرے کہ سب قوّت و طاقت تجھے ہی حاصل ہے۔ یہ دعا آپ کے بلند حوصلہ اور توکل علی اللہ کا شاہکار ہے۔

آپ نے اس کربناک حالت میں بھی توکل علی اللہ کے علم کو سر بلند رکھا۔ مشہور و معروف مصنف سر ولیم میور نے اپنی کتاب'' لائف آف محمدؐ'' میں اس واقعہ کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے:

There is something lofty and heroic in this Journey of Muhammad to At-Ta'if; a solitary man, despised and rejected by his own people, going boldly forth in the name of God, like Jonah to Nineveh, and summoning an idolatrous city to repent and support his mission. It sheds a strong light on the intensity of his belief in the divine origin of his calling.

(Life of Muhammad by Sir W. Muir, 1923 edition, pp.112-113)

''محمد (ﷺ) کے سفرِ طائف میں ایک شاندار شجاعت کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اکیلا آدمی جس کی اپنی قوم نے اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھا اور دھتکار دیا، خدا کے نام پر کس بہادری کے ساتھ نینوا کے یونس نبی کی طرح ایک بت پرست شہر کو توبہ کی اور اپنے مشن کی دعوت دینے کو نکل کھڑا ہوتا ہے۔ یہ بات اس کے پختہ ایمان کو خوب آشکار کرنے والی ہے کہ وہ اپنے آپ کو قطعی طور پر خدا تعالیٰ کی طرف سے یقین کرتا تھا۔''(لائف آف محمد از سر ولیم میور مطبوعہ 1923 صفحات112-113)

ایک غیر مسلم مستشرق کا یہ بیان آپ کے توکل علی اللہ کا منہ بولتا اعتراف ہے۔

☆ رسول پاک ﷺ کے عظیم الشان توکل علی اللہ کے سلسلہ میں یہ واقعہ بھی قابل ذکر ہے کہ مدینہ میں ایک رات یکدم شور اٹھا کہ جیسے کسی فوج نے مدینہ پر حملہ کر دیا ہو۔ یہ ان دنوں کی بات ہے جبکہ قیصر کی فوجوں کے حملہ کا خطرہ تھا۔ آدھی رات کو شور سن کر صحابہ پریشان ہو گئے اور تیاری کرنے لگے کہ باہر جا کر حقیقتِ حال معلوم کی جائے۔ ابھی وہ یہ ارادہ کر ہی رہے تھے کہ دیکھا کہ سامنے سے حبیب خدا ﷺ گھوڑے پر سوار چلے آرہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ فکر نہ کرو کوئی خطرہ کی بات نہیں۔ میں سب جائزہ لے آیا ہوں۔ (بخاری کتاب الجہاد باب السرعۃ والرکض فی الفزع)

آنحضرت ﷺ کی بہادری، جرأت اور توکل علی اللہ کا کیا ہی ارفع مقام ہے کہ آدھی رات کو خطرہ محسوس ہوتا ہے اور آپ اکیلے ہی باہر نکل جاتے ہیں اور کسی کو ساتھ بھی نہیں لیتے۔ گھوڑے پر زین ڈالے بغیر، بے خوف و خطر گھوم پھر کر' حالات کا جائزہ لیکر واپس آجاتے ہیں اور ان صحابہ کو تسلی دیتے ہیں جو ابھی باہر جانے کی تجویزیں سوچ رہے ہوتے ہیں! سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ کا کیسا ایمان افروز نظارہ ہے!

☆ یہ جاننے کے لئے کہ کسی انسان کا اللہ تعالیٰ پر توکل ہے یا نہیں اور یہ کہ توکل ہے تو کس معیار کا ہے، مشکلات اور آزمائش کی گھڑیاں اس کی میزان بن جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب چشمۂ معرفت میں لکھا ہے کہ۔ آنحضرت ﷺ پر خاص طور پر پانچ ایسے مواقع آئے جبکہ آپ پر سخت خطرے

باقی صفحہ نمبر 9 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اگر تم نمازوں کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو گئے تو دنیا کی بے حیائی اور لغو باتوں سے بچ کے رہو گے۔

اگر عبادتوں کا حق ادا کرتے ہوئے پھر کاروبار بھی کریں گے تو اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالے گا ورنہ بے برکتی ہی رہے گی۔

سپین میں، ویلنسیا (Valencia) کے مقام پر ایک اور مسجد بنانے کی عظیم الشان تحریک

اب وقت ہے کہ سپین میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کی مساجد کے روشن مینار اور جگہوں پر بھی نظر آئیں

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔فرمودہ 14 جنوری 2005ء بمطابق 14 صلح 1384 ہجری شمسی بمقام مسجد بشارت، پیدروآباد (سپین)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

(البقرہ:۲۲)

اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر یہ احسان عظیم ہے کہ اس نے اپنی عبادت کی طرف توجہ دلا کر شیطان کے پنجے سے بچنے اور رہائی دلانے کے سامان مہیا فرما دیئے اور قرآن کریم میں ہمیں مختلف طریقوں سے اس طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ آیت جو مَیں نے تلاوت کی ہے اس میں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی، جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو۔ یعنی تمہیں پیدا کرنے والی وہ ہستی ہے جو تمہارا رب ہے۔ تمہیں پیدا کر کے چھوڑ نہیں دیا بلکہ تمہاری پیدائش کے ساتھ تمہاری پرورش کے بھی سامان پیدا فرمائے۔ تمہاری خوراک کے لئے تمہارے دودھ کا انتظام کیا۔ موسم کی سختیوں سے بچانے کے لئے تمہارے لئے لباس کا انتظام کیا۔ تمہاری نگہداشت کے لئے تمہاری ماں کے دل میں تمہارے لئے وہ محبت پیدا کی جس کی مثال نہیں۔ وہ کسی اجر کے بغیر تمہاری اس وقت خدمت کرتی ہے جب تم کسی قابل نہیں تھے۔ تو یہ سب انتظامات اس خدا کی مرضی سے ہی ہو رہے ہیں جو تمہارا رب ہے۔ اور جب تم ایسے حالات میں پہنچ گئے تمہارے اعضاء مضبوط ہو گئے تو اب بھی وہی ہے جو تمہاری ضروریات پوری کر رہا ہے تو یہ تمہارا پیدا کرنے والا، تمہارا پالنے والا، تمہارا مالک اس بات کا حق دار ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، شکرگزار بندے بنو۔ اس نے جو نعمتیں تم پر اتاری ہیں ان کو یاد کر کے اس کے آگے جھکو اور یہی ایک انسان کی بندگی کی معراج ہے۔

پس یاد رکھو کہ تمام مخلوق اس کی پیدا کردہ ہے۔ تمام انسان اسی کے پیدا کئے ہوئے ہیں اس لئے ہر انسان جو ناشکرا کہلانا پسند نہیں کرتا، جو شیطان کا چیلا کہلانا پسند نہیں کرتا، اس کا کام ہے کہ تقویٰ سے کام لے۔ اس کی خشیت، اس کی محبت، اس کے پیار کو دل میں جگہ دے اور اس کی عبادت کرے۔ اس کے بتائے ہوئے حکموں پر عمل کرے۔ تو تبھی ایک خدا کا بندہ کہلانے والا، اپنی پیدائش کے مقصد کو حاصل کرنے والا کہلا سکتا ہے۔ پس ایک احمدی جس کا یہ دعویٰ ہے کہ مَیں نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کو سچا ثابت ہوتے دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی خبروں کو پورا ہوتے دیکھ کر مسیح موعود کو مانا ہے۔ اُس احمدی کا دوسروں کی نسبت زیادہ فرض بنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی بھی قدر کرتے ہوئے، اپنے رب کے آگے دوسروں سے زیادہ جھکے اور اپنی عبادتوں کے معیار اونچے سے اونچا کرتا چلا جائے۔ اگر کاموں کی زیادتی یا دوسری مصروفیات نے اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننے میں روک ڈال دی تو پھر احمدی کا یہ دعویٰ غلط ثابت ہو گا کہ اس نے اللہ کو، اللہ کے وعدوں کو پورا ہونے سے پہچانا۔ سچی پہچان کو تو اس کے اندر ایک انقلاب پیدا کر دینا چاہئے تھا۔ اس کو نمازوں میں یہ دعا مانگنی چاہئے تھی جو ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائی ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اے معاذ! اللہ کی قسم یقیناً میں تجھ سے محبت رکھتا ہوں۔ پھر آپؐ نے فرمایا، اے معاذ! میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ تو ہر نماز کے بعد یہ دعا کرنا نہ بھولنا کہ اَللّٰهُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ۔ اے اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا کر کہ مَیں تیرا ذکر، تیرا شکر اور اچھے انداز میں تیری عبادت کر سکوں۔ آپؐ نے یہ فرمایا کہ جو مجھے محبت تم سے ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ مَیں تجھے اللہ تعالیٰ کا شکرگزار اور عبادت گزار بندہ دیکھوں۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستغفار)

پس ہر احمدی کو بھی جس کو اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا دعویٰ ہے اس کو بھی یہ ذکر، شکر اور عبادتوں کے طریق اپنانے ہوں گے۔ اور عبادتوں کے معیار حاصل کرنے کے لئے نمازوں کی طرف توجہ دینی ہو گی، نمازیں پڑھنی ہوں گی۔ اس لئے ہر احمدی کو چاہئے کہ اپنی نمازوں کی طرف توجہ دے، تبھی وہ شکرگزار بندہ بن سکتا ہے۔

عبادت کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’مخالفت نفس بھی ایک عبادت ہے۔ انسان سویا ہوا ہوتا ہے جی چاہتا ہے کہ اور سوئے مگر وہ مخالفت نفس کر کے مسجد چلا جاتا ہے تو اس مخالفت کا بھی ایک ثواب ہے۔ اور ثواب نفس کی مخالفت تک ہی محدود ہوتا ہے، ورنہ جب انسان عارف ہو جاتا ہے تو پھر ثواب نہیں۔ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب آدمی عارف ہو جاتا ہے تو اس کی عبادت کا ثواب ضائع ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب نفس مطمئنہ ہو گیا تو ثواب کیسے رہا۔ نفس کی مخالفت کرنے سے ثواب تھا، وہ اب رہی نہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 552-553 جدید ایڈیشن)

تو یہ جبر کر کے بستر سے اٹھنا اور مسجد با جماعت نماز کے لئے جانا، اپنے کام کا حرج کر کے نمازوں کی طرف توجہ کرنا۔ یہی چیز ہے جو ثواب کمانے کا ذریعہ بنتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جب انسان کو خدا کے ساتھ اس حد تک تعلق ہو جائے کہ دنیا کی اس کے نزدیک کوئی حیثیت نہ رہے تو پھر ثواب نہیں رہتا پھر تو یہ ایک معمول بن جاتا ہے، ایک غذا ہے۔

پھر جوانی کی عمر کی عبادت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’اگر اُس نے یہ زمانہ خدا کی بندگی، اپنے نفس کی آراستگی اور خدا کی اطاعت میں گزارا ہو گا تو اس کا اسے یہ پھل ملے گا کہ پیرانہ سالی میں جبکہ وہ کسی قسم کی عبادات وغیرہ کے قابل نہ رہے گا اور کسل اور کاہلی اسے لاحق حال ہو جاوے گی تو فرشتے اس کے نامہ اعمال میں وہی نماز روزہ تہجد وغیرہ لکھتے رہیں گے جو کہ وہ جوانی کے ایام میں بجا لاتا تھا۔ اور یہ خدا تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے کہ اس کی ذات پاک اپنے بندے کو معذور جان کر باوجود اس کے کہ وہ عمل بجا نہیں لاتا۔ پھر بھی وہی اعمال اس کے نام درج ہوتے رہتے ہیں‘‘۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 199 حاشیہ۔جدید ایڈیشن)

پس ہر احمدی کو صحت کی حالت میں یہ کوشش کرنی چاہئے کہ وہ اپنی نمازوں میں باقاعدگی اختیار کرے اور نہ صرف باقاعدگی اختیار کرے بلکہ باجماعت نمازوں کی طرف بھی توجہ دے۔ اسے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بڑھاپے میں جب انسان کمزور ہو جاتا ہے، اس طرح

محنت نہیں کر سکتا جس طرح جوانی میں کر سکتا ہے کیونکہ نمازیں بھی ایک طرح کی محنت چاہتی ہیں۔ ان کی ادائیگی بھی جو نمازیں ادا کرنے کا حق ہے اس محنت سے مشکل ہو جاتی ہے جس طرح جوانی میں ادا کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کیونکہ اپنے بندوں پر بخشش اور رحم کی نظر رکھنے والا ہے اس لئے وہ بڑھاپے اور کمزوری کے وقت کی جو کم عبادتیں ہیں ان کو بھی جوانی میں کی گئی عبادتوں کے ذریعے پورا کر دیتا ہے۔ تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں کو نوازنے کے طریقے۔ پس ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا چاہتا ہے، اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو پاک رکھنا چاہتا ہے، شیطان کے حملوں سے بچانا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ دے۔ اور اس کے لئے سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: ﴿اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ وَلَذِکْرُاللّٰہِ اَکْبَرُ۔ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ﴾ (العنکبوت:46)۔ کہ تُو کتاب میں سے جو تیری طرف وحی کیا جاتا ہے پڑھ کر سنا اور نماز کو قائم کر یقیناً نماز بے حیائی اور ہر ناپسندیدہ بات سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یقیناً سب ذکروں سے بڑا ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔ تو نماز قائم کرنے سے مراد ایک تو باجماعت نمازوں کی ادائیگی ہے اور خاص طور پر ان نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ بھی دلائی ہے۔ ایک اور جگہ ایک اور آیت میں بھی توجہ دلائی گئی ہے یہاں بھی اس سے مراد یہی ہے کہ تمہاری سستی یا کاروباری مصروفیات کی وجہ سے وقت پر اور باجماعت نمازیں ادا نہیں کی جا رہیں، ان کو ادا کرو، نماز قائم کرو، باجماعت ادا کرو۔ تو یاد رکھو کہ اگر تم نمازوں کی ادائیگی کی طرف متوجہ ہو گئے تو دنیا کی بے حیائی اور لغو باتوں سے جن میں آج کل کی دنیا پڑی ہوئی ہے۔ خاص طور پر اس معاشرے میں یورپ کے معاشرے میں، تو ان چیزوں سے تم بچ کے رہو گے۔ اس لئے ان کی طرف خود بھی توجہ دو اور اپنے بچوں کو بھی اس طرف توجہ دلاتے رہو۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی ہے اس کی عبادت ہی ہے جو ہر دنیوی چیز سے بالا ہے۔ اس لئے تمہیں اگر کسی چیز کی فکر کرنی چاہئے تو اس کی عبادت کی طرف توجہ اور وقت پر نمازوں کی طرف توجہ کی فکر کرنی چاہئے۔ یاد رکھو اللہ سب جانتا ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اس سے کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اس لئے دوعملی نہیں چلے گی۔ قول اور فعل میں تضاد مشکل ہے۔ اگر تم اس فکر سے نمازوں کی طرف توجہ دو گے کہ نماز کا وقت ہو گیا ہے اور دنیاوی معاملات ایک طرف رکھ کر اس کے حضور حاضر ہو جاؤ گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری اس نیک نیت اور اس کی عبادت کرنے کی وجہ سے تمہارے دنیوی معاملات میں بھی برکت ڈالے گا۔ ورنہ عبادت کی طرف توجہ نہ دینے سے تمہارے کاروبار میں بے برکتی رہے گی۔ تمہاری اولادوں کے بھی صحیح راستے پر چلنے کی کوئی ضمانت نہیں رہے گی اور پھر مرنے کے بعد تمہارا محاسبہ بھی ہو گا، تمہاری نمازوں کے بارے میں پوچھا جائے گا کہ صحیح طور پر ادا کی گئی تھیں یا نہیں کی گئی تھیں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ یونسؓ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگوں کے اعمال میں سے قیامت کے دن سب سے پہلے جس بات کا محاسبہ کیا جائے گا وہ نماز ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا رب عزوجل فرشتوں سے فرمائے گا۔ حالانکہ وہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے کہ میرے بندے کی نماز کو دیکھو کیا اس نے اسے مکمل طور پر ادا کیا تھا یا نامکمل چھوڑ دیا۔ پس اگر اس کی نماز مکمل ہو گی تو اس کے نامہ اعمال میں مکمل نماز لکھی جائے گی۔ اور اگر اس نماز میں کچھ کمی رہ گئی ہو گی تو فرمایا کہ دیکھیں کیا میرے بندے نے کوئی نفلی عبادت کی ہوئی ہے پس اگر اس نے کوئی نفلی عبادت کی ہو گی تو فرمائے گا کہ میرے بندے کی فرض نماز میں جو کمی رہ گئی تھی وہ اس کے نفل سے پوری کر دو۔ پھر تمام اعمال کا اسی طرح مواخذہ کیا جائے گا۔

(ابوداؤد کتاب الصلوٰۃ با ب قول النبیؐ کل صلاۃ یا یتمھا صاحبھاتتم من تطوع)

Dubai Freehold

پس ایک احمدی کے معیار یہ ہونے چاہئیں نہ کہ یہ کہ اپنی دنیاوی ضروریات کے لئے نمازوں کو ٹال دیا جائے۔ اپنے نامہ اعمال کے بارے میں کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا، کیا ہے اور کیا نہیں۔ اس لئے ایک فرض جو اللہ نے بندے کے ذمے لگایا ہے۔ اسے پورا کرنے کی کوشش ہونی چاہئے تاکہ کسی بھی قسم کے محاسبہ سے بچ کے رہے۔ اللہ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پھر نمازوں کی اہمیت بیان کرتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔ ذرا غور کریں کہ اگر کسی کے دروازے کے پاس سے نہر گزرتی ہو۔ وہ اس میں ہر روز پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل باقی رہ جائے گی۔ صحابہؓ نے عرض کی اس کی میل میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے گا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی مثال پانچ نمازوں کی ہے۔ اللہ ان کے ذریعے خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے۔ (بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب الصلوٰۃ الخمس کفارۃ للخطاء)

پس یہ اللہ تعالیٰ کے معاف کرنے کے طریقے ہیں اپنے بندوں پر شفقت اور ان کے لئے بخشش کے سامان مہیا کرنے کے طریقے ہیں جس سے جتنا بھی کوئی فائدہ اٹھالے گا اتنی ہی اپنی دنیا و آخرت سنوارنے والا ہو گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’نماز اصل میں دعا ہے۔ نماز کا ایک ایک لفظ جو بولتا ہے وہ نشانہ دعا کا ہوتا ہے۔ اگر نماز میں دل نہ لگے تو پھر عذاب کے لئے تیار رہے۔ کیونکہ جو شخص دعا نہیں کرتا وہ سوائے اس کے کہ ہلاکت کے نزدیک خود جاتا ہے اور کیا ہے۔ ایک حاکم ہے جو بار بار اس امر کی ندا کرتا ہے کہ میں دکھیاروں کا دکھ اٹھاتا ہوں مشکل والوں کی مشکل حل کرتا ہوں۔ میں رحم کرتا ہوں۔ بیکسوں کی امداد کرتا ہوں۔ لیکن ایک شخص جو کہ مشکل میں مبتلا ہے اس کے پاس سے گزرتا ہے اور اس کی ندا کی پرواہ نہیں کرتا۔ نہ اپنی مشکل کا بیان کر کے طلب امداد کرتا ہے تو سوائے اس کے کہ وہ تباہ ہو اور کیا ہو گا۔ یہی حال خدا تعالیٰ کا ہے کہ وہ تو ہر وقت انسان کو آرام دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ کوئی اس سے درخواست کرے۔ قبولیت دعا کے لئے ضروری ہے کہ نافرمانی سے باز رہے اور دعا بڑے زور سے کرے۔ کیونکہ پتھر پر پتھر زور سے پڑتا ہے تب آگ پیدا ہوتی ہے‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 54 جدید ایڈیشن)

تو فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مشکلیں دور کرنے کے لئے تمہیں پکار رہا ہے۔ اس کی آواز کو سنو، اس کی طرف جاؤ اور اپنی درخواستیں پیش کرو، اپنی ضروریات پوری کرو۔ لیکن یاد رکھو کہ درخواست بھی اس کی قبول ہو گی، دعا بھی اس کی قبول ہو گی، جو نافرمان نہ ہو۔ اس کے حکموں پر عمل کرنے والا ہو، ہر قسم کے حقوق کی ادائیگی کرنے والا ہو۔

پھر نماز باجماعت کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ:

’’باجماعت نماز پڑھنا کسی شخص کے اکیلے پڑھنے سے 25 گنا زیادہ ثواب کا موجب ہے‘‘۔ مزید فرمایا ’’اور رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے نماز فجر پر جمع ہوتے ہیں‘‘۔

(مسلم کتاب المساجد ۔ ومواضع الصلوٰۃ باب فضل صلاۃ الجماعۃ ......)

پس جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے نماز باجماعت کی ادائیگی کی طرف بہت توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ یہاں اس ملک میں جماعت کے افراد مختلف جگہوں پہ پھیلے ہوئے ہیں اور اس جگہ پہ صرف مسجد ہے اور یہاں بھی جماعت کی تعداد تھوڑی سی ہے۔ باقی جگہ مسجد نہیں ہے لیکن نماز سینٹرز ہیں، مشن ہاؤس ہیں، وہاں اکٹھے ہونا چاہئے۔ لیکن میری اطلاع کے مطابق اس طرف توجہ کم ہے باقاعدہ نمازوں پر لوگ نہیں آتے۔ مومن کو تو ہر وقت اپنے نامہ اعمال میں نیکیوں میں زیادہ ہونے کا سوچنا چاہئے۔ اس لئے کوشش کر کے نماز باجماعت کی طرف ہر احمدی توجہ دے کہ جتنا زیادہ سے زیادہ ثواب کما سکے کمالے اور صحیح مومن کہلا سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفس واحدہ کی طرح بنادے اس کا نام وحدت جمہوری ہے۔ جس سے بہت سے انسان بحالت مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدت جمہوری کے ایک دھاگے میں سب پروئے جائیں یہ نمازیں باجماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لئے ہیں تاکہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے۔ اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لئے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اسے قوت دیوے۔ حتیٰ کہ حج بھی اسی لئے ہے۔ اس وحدت جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتداء اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اول یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلہ والے پانچ وقت نمازوں کو باجماعت محلہ کی مسجد میں ادا کریں۔ تاکہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو۔ اور انوار مل ملا کر کمزوری کو دور کر دیں اور آپس میں تعارف ہو کر اُنس پیدا ہو جاوے۔ تعارف

بہت عمدہ شے ہے کیونکہ اس سے انس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔حتیٰ کہ تعارف والا دشمن ایک ناآشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہوتی ہے کہ کینے والی زمین سے الگ ہونے کے باعث بغض جو کہ عارضی سے ہوتا ہے وہ تو دور ہو جاتا ہے اور صرف تعارف باقی رہ جاتا ہے‘‘۔

پھر فرمایا کہ:’’ دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے۔اس لئے یہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جائیں گے‘‘۔

تو جمعہ کی طرف بھی توجہ دینے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔ جو معلومات مَیں نے لی ہیں ان سے مجھے پتہ لگا ہے کہ اکثر لوگ دوسرے تیسرے ہفتے جمعے کو جمعہ پڑھنے کے لئے آتے ہیں اس طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔اس بارے میں تو بڑا واضح حکم ہے کہ جمعہ کے لئے آؤ اور کاروبار کو چھوڑ دو۔احمدیوں کو تو خاص طور پر اس طرف توجہ دینی چاہئے کہ یہ اسی سورۃ میں ہی حکم ہے جس میں آخرین کو پہلوں کے ساتھ ملانے کا حکم ہے۔ تو جمعے کے بعد پھر اجازت ہے کہ آپ کاروبار کر لیں۔اور جو اس طرح کریں گے جمعے کی نماز کے لئے کاروبار بند کریں اور پھر جمعے کے بعد شروع کریں تو ان کے کاروبار میں اللہ تعالیٰ کا فضل بھی شامل ہوگا۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہروں کی پسندیدہ جگہیں ان کی مساجد اور شہروں کی ناپسندیدہ جگہیں ان کی مارکیٹیں ہیں۔پس کون ہے جو پسندیدہ اور اچھی چیز کو چھوڑ کر ناپسندیدہ چیز کو حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

(مسلم کتاب المساجد باب فضل الجلوس فی مصلاہ بعد الصبح و فضل المساجد)

بعض لوگ کہتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ ہم جس چیز کو بھی ہاتھ ڈالتے ہیں جس کاروبار میں بھی ہاتھ ڈالتے ہیں جس کام میں بھی ہاتھ ڈالتے ہیں اس میں بربادی ہو جاتی ہے،کوئی برکت نہیں پڑتی۔اور پھر اس وجہ سے ان لوگوں کے خیالات اور ان کے ذہن بڑے بیہودہ ہو جاتے ہیں۔تو اگر عبادتوں کا حق ادا کرتے ہوئے پھر کاروبار بھی کریں گے تو اللہ تعالیٰ برکت بھی ڈالے گا۔جمعے کی نماز کے وقت بجائے جمعے پہ آنے کے اگر کاروبار کی طرف ہی دھیان رہے گا اللہ تعالیٰ کے حکموں کو اگر ٹالیں گے تو بے برکتی ہی رہے گی۔پس نمازوں اور جمعہ کے اوقات میں خاص طور پر اس بات کا خیال رکھا کریں۔بعض دفعہ یہ ہوتا ہے کام کی جگہ دور ہے اور دو تین احمدی کسی نہ کسی جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔سینٹر میں نہیں آسکتے تو جو تین چار افراد ہیں وہ اپنی جگہ پر ہی کسی کو اپنے میں سے امام مقرر کر کے جمعہ پڑھ لیا کریں۔لیکن جمعہ ضرور پڑھنا چاہئے۔

تو بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں (یہ جمعہ کی مثال دینے کے بعد) کہ:

’’ پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز پیش کی کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تا کہ تعارف اور انس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو۔ پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لئے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔غرضیکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ آپس میں الفت و انس ترقی پکڑے۔افسوس کہ ہمارے مخالفوں کو اس بات کا علم نہیں کہ اسلام کا فلسفہ کیسا پکا ہے۔ دنیاوی حکام کی طرف سے جو احکام پیش ہوتے ہیں ان میں تو انسان ہمیشہ کے لئے ڈھیلا ہو سکتا ہے۔لیکن خدا تعالیٰ کے احکام میں ڈھیلا پن اور اس سے بکلی روگردانی کبھی ممکن ہی نہیں۔کون سا ایسا مسلمان ہے جو کم ازکم عیدین کی بھی نماز نہ ادا کرتا ہو۔پس ان تمام اجتماعوں کا یہ فائدہ ہے کہ ایک کے انوار دوسرے میں اثر کر کے اسے قوت بخشیں‘‘۔(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 100-101 جدید ایڈیشن)

تو آپؑ نے نمازوں کی ادائیگی سے لے کر جمعہ، جمعے کے بعد عیدین، پھر حج یہ ایک وحدت کا نشان بتایا ہے۔ اور سب سے زیادہ وحدت کا نمونہ اگر آج دکھانا ہے تو احمدی نے دکھانا ہے۔ جو غیروں کے اعتراض ہیں ان کے منہ بند کرنے کے لئے خود اپنی عبادتوں کو زندہ کرنا ہے، نمازوں کے لئے اکٹھے ہونا ہے۔،جمعوں کے لئے اکٹھے ہونا ہے،عید پر اکٹھے ہونا ہے۔پس اس طرف ہر احمدی خاص طور پر توجہ دے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں شامل ہو کر اپنے اندر تبدیلی کا جو عہد کیا ہے اس کو پورا کرنے والا بننا ہے، حقیقی معنوں میں مومن کہلانے والا بننا ہے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ مومن ہیں نہ ہدایت پانے والے ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ تو مسجد کو آباد کرنے والوں کو ایمان لانے والوں میں شمار کرتا ہے۔ فرماتا ہے:﴿اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ وَلَمْ یَخْشَ اِلَّا اللّٰہَ فَعَسٰٓی اُوْلٰٓئِکَ اَنْ یَّکُوْنُوْا مِنَ الْمُھْتَدِیْنَ﴾(التوبۃ:18) کہ اللہ کی مساجد تو وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور یوم آخرت پر اور نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کھائے۔پس قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت یافتہ لوگوں میں شمار کئے جائیں۔

اللہ تعالیٰ ہر احمدی کو ایمان کے تقاضے پورے کرتے ہوئے مسجدیں آباد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ایک روایت میں آتا ہے،حضرت ابوسعیدؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’ جب تم کسی شخص کو مسجد میں عبادت کے لئے آتے جاتے دیکھو تو تم اس کے مومن ہونے کی گواہی دو۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ کی مساجد کو وہی لوگ آباد کرتے ہیں جو خدا اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں‘‘۔(ترمذی ابواب التفسیر سورۃ التوبۃ)

پھر ایک روایت ہے،حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’ جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرا کرو تو وہاں کچھ کھا پی لیا کرو۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! یہ جنت کے باغات کیا ہیں؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔مساجد جنت کے باغات ہیں۔مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ ان سے کھانے پینے سے کیا مراد ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ ، وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر پڑھنا۔(ترمذی کتاب الدعوات۔ باب حدیث فی اسماء اللہ الحسنی مع ذکرھا تماما)

اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرنا، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا۔تو ایک مومن اپنے ایمان میں مضبوطی کے لئے ہدایت کے راستے پر چلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس دنیا اور آخرت کی جنت کے پھل کھانے کے لئے مسجد میں جاتا ہے۔پس یہی مسجدوں کا مقصد ہے۔اور اسی مقصد کے لئے مسجدیں بنائی جاتی ہیں دنیاداری تو مسجدوں کے پاس سے بھی نہیں گزرنی چاہئے۔ بلکہ ایک روایت میں تو آتا ہے کہ کسی گمشدہ چیز کا مسجد میں اعلان کرنا بھی منع ہے، اس میں بھی بددعا دی گئی ہے۔تو جب یہاں تک حکم ہو تو پھر مسجد میں تو دنیاداری کی باتوں کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔مسجدوں میں تو اس لئے اکٹھا ہوا جاتا ہے کہ ایک دوسرے سے محبت اور پیار اور الفت پیدا ہو۔ایک دوسرے کی غلطیوں کو معاف کرنے کا احساس پیدا ہو۔اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ ساتھ بندوں کے حقوق ادا کرنے کی طرف بھی توجہ ہو۔کیونکہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرنا تو یہی ہے کہ جو بھی اس نے حکم دیئے ہیں چاہے وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق ہیں یا بندوں کے حقوق ہیں، سب کو ادا کرنے کی طرف توجہ ہو۔مسجدیں تو اس لئے بنائی جاتی ہیں کہ ان میں خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے۔

پس مسجد میں عبادت کی غرض سے آنے والوں کے ساتھ ساتھ مسجدوں سے وہ لوگ بھی فیض پاتے ہیں وہ بھی ثواب کے مستحق ٹھہرتے ہیں جو اس کے بنانے میں حصہ لیتے ہیں۔ وہ لوگ بھی اپنے لئے جنت میں باغ لگاتے ہیں جو خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے گھر کی تعمیر میں حصہ لیتے ہیں، نہ کہ نام ونمود کے لئے۔پس اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسجدیں بنانا بھی یقیناً ایک نیک کام ہے اور اللہ کے فضلوں کو سمیٹنے والا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مسجد نبویؐ کی تعمیر نو اور توسیع کا ارادہ فرمایا تو کچھ لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔وہ یہ چاہتے تھے کہ اس مسجد کو اس کی اصل حالت میں ہی رہنے دیا جائے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ مَیں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ

سب کچھ تیری عطا ہے گھر سے تو کچھ نہ لائے

Nayaab Travel Fernreisen

احمدی احباب کے لئے ڈسلڈورف میں دنیا بھر کے خوشگوار سفر اور کم قیمت ٹکٹوں کے لئے ایک ہی نام۔نایاب ٹریول۔

مزید معلومات اور فوری بکنگ کے لئے بی۔بیگ اور نصیر بیگ سے رابطہ کریں

لندن جانے کے لئے فیری کے سستے ٹکٹ ہم سے خرید فرمائیں

Tel: 00 49 - 211 - 2205611 Fax: 00 49 - 211 - 220 5613

e-mail: nayaab@web.de

Pionier Str. 15 40215 - Dusseldorf (Germany)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ویسا ہی گھر بنائے گا۔ (مسلم كتاب المساجد. باب فضل بناء المساجد والحث عليها)

لیکن جیسا کہ مَیں نے پہلے بھی کہا اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے مسجدیں بنائی جائیں۔ اور احمدی جب مسجدیں بناتے ہیں تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے بناتے ہیں۔ اس لئے بناتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ عبادت گزار اُن سے فائدہ اٹھاسکیں۔ اس لئے بناتے ہیں کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں آکر اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعلان کرسکیں۔ ہماری کوششیں تو عاجزانہ اور دعاؤں کے ساتھ ہوتی ہیں کوئی دکھاوا ان میں نہیں ہوتا۔ ہم تو اس مسیح محمدی کی جماعت میں شامل ہیں جس کے سپرد اللہ تعالیٰ نے مساجد کی آبادی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والوں کی تعداد میں اضافے کا کام کیا ہوا ہے۔ ہم تو مساجد اس لئے بناتے ہیں کہ اُن کو دیکھ کر زیادہ سے زیادہ لوگ اِس پاکیزہ جماعت میں شامل ہوں اور اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے بن جائیں۔ اور اسی مقصد کو حاصل کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔

آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’اس وقت ہماری جماعت کو مساجد کی بڑی ضرورت ہے۔ یہ خانہ خدا ہوتا ہے جس گاؤں یا شہر میں ہماری جماعت کی مسجد قائم ہوگی تو سمجھو کہ جماعت کی ترقی کی بنیاد پڑ گئی۔ اگر کوئی ایسا گاؤں ہو یا شہر جہاں مسلمان کم ہوں یا نہ ہوں اور وہاں اسلام کی ترقی کرنی ہو تو ایک مسجد بنا دینی چاہئے۔ پھر خدا خود مسلمانوں کو کھینچ لاوے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ قیامِ مسجد میں نیت بہ اخلاص ہو۔ محض للہ اسے کیا جاوے نفسانی اغراض یا کسی شر کو ہرگز دخل نہ ہو تب خدا برکت دے گا‘‘۔

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 93 جدید ایڈیشن)

پس اس ارشاد کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے ہر جگہ مساجد بنانی ہیں اور جماعت احمدیہ اسی لئے مساجد بناتی ہے۔ میرے دل میں بڑی شدت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ پانچ سو سال بعد اس ملک میں مذہبی آزادی ملتے ہی جماعت احمدیہ نے مسجد بنائی۔ اور اب اس کو بنے بھی تقریباً 25 سال ہونے لگے ہیں اب وقت ہے کہ سپین میں مسیح محمدی کے ماننے والوں کی مساجد کے روشن مینار اور جگہوں پہ بھی نظر آئیں۔ جماعت اب مختلف شہروں میں قائم ہے۔ جب یہ مسجد بنائی گئی تو اس وقت یہاں شاید چند لوگ تھے۔ اب کم از کم سینکڑوں میں تو ہیں۔ پاکستانیوں کے علاوہ بھی ہیں۔ جماعت کے وسائل کے مطابق عبادت کرنے والوں کے لئے، نہ کہ نام و نمود کے لئے اللہ کے اور گھر بھی بنائے جائیں۔ تو اس کے لئے میرا انتخاب جو مَیں نے سوچا اور جائزہ لیا تو ویلنسیا (Valencia) کے شہر کی طرف توجہ ہوئی۔ یہاں بھی ایک چھوٹی سی جماعت ہے اور یہ شہر ملک کے مشرق میں واقع ہے۔ آپ کو تو پتہ ہے دوسروں کو بتانے کے لئے بتا رہا ہوں۔ اور آبادی کے لحاظ سے بھی تیسرا بڑا شہر ہے اور یہاں بھی ابتدا میں ہی 711ء میں مسلمان آ گئے تھے مسلمانوں کی تاریخ بھی اس علاقے میں ملتی ہے، ابھی تک ملتی ہے۔ زرعی لحاظ سے بھی اس جگہ کو مسلمانوں نے ڈویلپ (Develop) کیا ہے۔ بہت سے احمدی جو وہاں کام کرتے ہیں۔ مالٹوں کے باغات میں بہت سے لوگ کام کرتے ہیں۔ یہ مالٹوں کے باغات کو رواج دینا بھی مسلمانوں کے زمانے سے ہی چلا آ رہا ہے۔ تو بہرحال ہم نے اب یہاں مسجد بنانی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے جلد بنانی ہے۔

سپین میں جماعت کی تعداد تو چند سو ہے اور یہ بھی مجھے پتہ ہے کہ آپ لوگوں کے وسائل اتنے زیادہ نہیں ہیں۔ زمینیں بھی کافی مہنگی ہیں۔ امیر صاحب کو جب مَیں نے کہا وہ ایک دم بڑے پریشان ہو گئے تھے کہ کس طرح بنائیں گے۔ تو مَیں نے انہیں کہا تھا کہ آپ چھوٹا سا، دو تین ہزار مربع میٹر کا پلاٹ تلاش کریں اور اپنی کوشش کریں۔ اور جماعت سپین زیادہ سے زیادہ کتنا حصہ ڈال سکتی ہے یہ بتائیں۔ کون احمدی ہے جو نہیں چاہے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کو پورا کرنے والا نہ بنے؟۔ کون ہے جو نہیں چاہے گا کہ جنت میں اپنا گھر بنائے؟۔ پس آپ لوگ اپنی کوشش کریں باقی اللہ تعالیٰ خود اپنے فضل سے انتظام کر دے گا۔ یہی ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا جماعت سے سلوک رہا ہے۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی رہے گا

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

*For Friendly Quote Please Contact: **Muhammad Sajid Qamar***

Tel: 020 8664 8040 Mobile:07734470783 Fax: 020 8665 6685

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

اور وہ خود انتظام فرما دے گا۔ بہرحال بعد میں امیر صاحب نے لکھا کہ مجھ سے غلطی ہوگئی تھی یا غلط فہمی ہوگئی تھی کہ مَیں نے مایوسی کا اظہار کر دیا، بات سمجھا نہیں شاید۔ تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ مسجد بنائیں گے اور دوسرے شہروں میں بھی بنائیں گے۔ تو بہرحال عزم، ہمت اور حوصلہ ہونا چاہئے اور پھر ساتھ ہی سب سے ضروری چیز اللہ تعالیٰ کے آگے جھکتے ہوئے اس سے دعائیں مانگتے ہوئے، اس سے مدد چاہتے ہوئے کام شروع کیا جائے تو انشاء اللہ تعالیٰ برکت پڑتی ہے اور پڑے گی۔ تو بہرحال مجھے پتہ ہے کہ فوری طور پر شاید سپین کی جماعت کی حالت ایسی نہیں کہ انتظام کر سکے کہ سال دو سال کے اندر مسجد مکمل ہو۔ لیکن ہم نے انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر فوری طور پر اس کام کو شروع کرنا ہے اس لئے زمین کی تلاش فوری شروع ہو جانی چاہئے چاہے۔ سپین جماعت کو کچھ گرانٹ اور قرض دے کر ہی کچھ کام شروع کروایا جائے اور بعد میں ادائیگی ہو جائے۔ تو یہ کام بہرحال انشاء اللہ شروع ہو گا۔ اور جماعت کے جو مرکزی ادارے ہیں یا دوسرے صاحب حیثیت افراد ہیں اگر خوشی سے کوئی اس مسجد کے لئے دینا چاہے گا تو دے دیں اس میں روک کوئی نہیں ہے۔ لیکن تمام دنیا کی جماعت کو یا احمدیوں کو مَیں عمومی تحریک نہیں کر رہا کہ اس کے لئے ضرور دیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ مسجد بن جائے گی چاہے مرکزی طور پر فنڈ مہیا کر کے بنائی جائے یا جس طرح بھی بنائی جائے اور بعد میں پھر سپین والے اس قرض کو واپس بھی کر دیں گے جس حد تک قرض ہے۔ تو بہرحال یہ کام جلد شروع ہو جانا چاہئے اور اس میں اب مزید انتظار نہیں کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق دے۔ کیونکہ اب تک جو سرسری اندازہ لگایا ہے اس کے مطابق دو تین سو نمازیوں کی گنجائش کی مسجد انشاء اللہ خیال ہے کہ 5-6 لاکھ یورو (Euro) میں بن جائے گی۔ یہاں بھی اور جگہوں پر بھی مسجد بنانے کا عزم کیا ہے تو پھر بنائیں` انشاء اللہ شروع کریں یہ کام۔ ارادہ جب کر لیا ہے تو وعدے کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس میں برکت ڈالے گا۔ جلسے کے دنوں میں جو وزارت انصاف کے شاید ڈائریکٹر جو آئے ہوئے تھے بڑے پڑھے لکھے اور کھلے دل کے آدمی ہیں۔ مجھے کہنے لگے کہ جماعت کے وسائل کم ہیں۔ وہ تو دنیاداری کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ کہنے لگے کہ حکومت مسلمان تنظیموں کو بعض سہولتیں دیتی ہے۔ اب قرطبہ میں بھی انہوں نے مسجد بنائی ہے۔ تو اس طرح اور سہولتیں ہیں لیکن آپ کو (جماعت احمدیہ کو) وہ مسلمان اپنے میں شامل نہیں کرنا چاہتے۔ اس لئے جو حکومت کا مدد دینے کا طریق کار ہے اس سے آپ کو حصہ نہیں ملتا۔ کیا ایسا نہیں ہوسکتا آپ ان مسلمانوں کی کچھ باتیں مان جائیں اور حکومت سے مالی فائدہ اٹھا لیا کریں۔ باقی ان کی باتوں میں شامل نہ ہوں۔ تو مَیں نے ان کو جواب دیا تھا کہ اگر باقی مسلمان تنظیمیں راضی بھی ہو جائیں تو پھر بھی ہم یہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ کل کو پھر آپ نے ہی یہ کہنا ہے کہ تمہارا امن پسندی کا دعویٰ یونہی ہے، اندر سے تم بھی ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو جو شدت پسند ہیں۔ اور دوسرے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان کر دیئے ہیں کہ ہم باقی مسلمانوں سے الگ ہو کر جو ان کے عمل ہیں، جو اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں، اس سے بچ کر صحیح اسلامی تعلیم کے مطابق اپنی پہچان کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان مہیا فرما دیئے ہیں، پیشگوئی پوری ہو چکی ہے کہ ہماری علیحدہ ایک پہچان ہے تو چند پیسوں کے لئے یا تھوڑے سے مفاد کے لئے ہم اللہ کے رسول کی سچی پیشگوئی اور اللہ کے فضلوں کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کریں۔ یہ نہیں ہوسکتا۔ احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے بڑی غیرت رکھتا ہے۔ ہر احمدی کے دل میں اللہ اور اس کے رسول کے نام کی بڑی غیرت ہے۔ اگر حکومت احمدیوں کا حق سمجھ کر ہمیں فائدہ دے سکتی ہے تو ہمیں قبول ہے، ورنہ جماعت احمدیہ میں ہر شخص قربانی کرنا جانتا ہے۔ وہ اپنا پیٹ کاٹ کر بھی مساجد کی تعمیر کے لئے پلاٹ خرید سکتا ہے، رقم مہیا کر سکتا ہے، یا جماعت کے دوسرے اخراجات برداشت کر سکتا ہے۔ بہرحال ان کا جماعت سے بڑا تعلق ہے۔ بعض لوگوں سے بڑی ذاتی واقفیت ہے۔ کہنے لگے کہ مَیں تو اس بات کو سمجھتا ہوں۔ لیکن قانون ایسا ہے کہ تمہارا حق بھی دوسری مسلمان تنظیمیں لے رہی ہیں۔ آپس میں چاہے یہ تنظیمیں لڑتی رہیں لیکن جب فائدہ اٹھانا ہو، مفاد لینا ہو، کچھ مالی فائدہ نظر آتا ہو، یا حکومت سے کسی قسم کی مدد لینی ہو تو یہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ ان کو تو مَیں نے یہی جواب دیا تھا پھر لینے دیں ہمیں تو اس وجہ سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔ ہم اس سہولت کے لئے اپنا ضمیر اور اپنا ایمان نہیں بیچ سکتے۔ ان کا بڑا گہرا مطالعہ تھا اور ان باتوں کا وہ پہلے بھی علم رکھتے تھے شاید براہ راست میرا مؤقف سننا چاہتے تھے اس کے لئے شاید انہوں نے یہ بات چھیڑی ہوگی۔ تو بہرحال اس چیز نے بھی میرے دل میں اور بھی زیادہ شدت سے یہ احساس پیدا کیا کہ اب ہمیں کسی بڑے شہر میں جلد ہی ایک اور مسجد بنانی چاہئے۔ مجھے امید ہے انشاء اللہ تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ہماری توفیقوں کو بھی بڑھائے گا۔ اور جلد ہی ہمیں سپین میں ایک اور مسجد عطا فرمائے گا۔

پس آپ دعاؤں سے کام لیتے ہوئے اس بات کا عزم کرلیں کہ آپ نے یہ کام کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ پر توکل کریں۔ انشاء اللہ ضرور مدد کرے گا۔ اللہ کرے، اللہ سب کو توفیق دے۔

❁❁❁❁❁ ❁❁❁❁ ❁❁❁❁❁

بقیہ: رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ از صفحہ نمبر 4

اور امتحان کی گھڑی تھی۔ اور ان پانچوں مواقع پر خاص طور پر آپ نے بے مثال استقامت، جرأت اور توکل علی اللہ کا نمونہ دکھایا۔ ان مواقع کا ذکر متفرق مقامات پر کیا گیا ہے۔ بطور مثال ایک موقع کا ذکر اس جگہ بیان کرتا ہوں۔

جب ہمارے آقا مبلغِ اعظم ﷺ نے وقت کے بادشاہوں کو بذریعہ خطوط دعوتِ اسلام دی تو ان میں شہنشاہِ فارس خسرو پرویز بھی شامل تھا۔ کسریٰ ایران نے آپ کا خط سن کر بڑے تکبر اور رعونت سے خط کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ جب آپ کو بادشاہ کے اس ردّ عمل کا علم ہوا تو آپ نے دینی غیرت کے جوش میں اور اللہ تعالیٰ کی غالب تائید و نصرت پر کامل توکل کے نتیجہ میں بڑے جوش سے فرمایا۔ ’’خدا خود ان لوگوں کو پارہ پارہ کرے‘‘۔ (البخاری۔کتاب الجهاد باب دعوة اليهودی والنصرانی و علی ما يقاتلون عليه وما كتب النبی ﷺ الی كسری و قيصر)

اس کے بعد کسریٰ نے یمن کے گورنر کے ذریعہ آپ کو گرفتار کرنے کے لئے دو سپاہیوں کو خط دے کر مدینہ بھجوایا۔ آپ نے خط کا مضمون سنا۔ جس میں لکھا تھا کہ فی الفور اپنے آپ کو ان لوگوں کے سپرد کر دیں۔ اس خطرناک موقع پر آپ نے کسی گھبراہٹ کا اظہار کئے بغیر ان لوگوں سے فرمایا کہ تم آج رات یہاں ٹھہرو میں انشاء اللہ تمہیں کل جواب دوں گا۔ رات کو خدا کے متوکل بندے نے اپنے مولیٰ سے کیا مناجات کیں یہ کسی کو معلوم نہیں۔ لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ اسی رات کو خدائے ذوالجلال نے اپنی طاقت وقدرت کا عظیم الشان جلوہ دنیا کو دکھایا۔ صبح ہوئی تو آپؐ نے ان نمائندوں کو فرمایا: ’’تم واپس جاؤ اور اپنے آقا والئ یمن سے جا کر کہہ دو کہ میرے رب نے آج رات اس کے رب یعنی کسریٰ کو قتل کر دیا ہے۔ (الخصائص الكبرىٰ۔الجز الثانی صفحہ ۱۰ باب ما وقع عند كتابه ﷺ الی كسری)

وہ لوگ یہ بات سن کر ہکا بکا رہ گئے اور واپس چلے گئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ اسی رات خسرو پرویز کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا اور رسول خدا کی فرمائی ہوئی بات لفظاً لفظاً پوری ہوئی۔ یہ عظیم الشان واقعہ اللہ تعالیٰ کی غالب قدرت کا اور رسول خدا ﷺ کے بے مثال توکل علی اللہ کا ایک درخشندہ نمونہ ہے۔

☆ رسولِ خدا ﷺ کے توکل علی اللہ میں ہر پہلو سے ایک عجیب شانِ دلربائی پائی جاتی ہے۔ آپؐ اگر چاہتے تو اپنے لئے دنیاوی اموال واسباب کے پہاڑ اکٹھے کر لیتے لیکن آپؐ نے ایسا نہ فرمایا۔ بلکہ اموال بکثرت آنے پر بھی اَلْفَقْرُ فَخْرِیْ کا متوکلانہ نعرہ بڑی شان سے لگایا اور یہی نمونہ آپؐ نے اپنی ازواج اور اولاد کے لئے چھوڑا۔ آپؐ کی ساری زندگی اس بات پر شاہد ناطق ہے کہ آپؐ کو ہر مرحلہ پر اللہ تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل رہی اور جب بھی ضرورت پیش آئی اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر اس ضرورت کو پورا کیا۔ ساری زندگی کا نچوڑ آپؐ کے سامنے تھا اور یہ یقین آپؐ کی روح کی پاتال تک اتر چکا تھا کہ جو معطی اور وہاب خدا میری ضروریات کا متکفل رہا وہ میرے بعد میرے پسماندگان کا بھی متولی ہوگا۔ خدا پر اس کامل توکل کی وجہ سے آپؐ نے نہ پسند فرمایا نہ ضرورت محسوس کی کہ اپنے پسماندگان کے لئے دنیا کے اموال چھوڑ کر جائیں۔ آپؐ کو خدا پر کامل توکل تھا اور آپؐ توکل کی یہ عظیم دولت ہی اپنے بعد ورثہ میں چھوڑ کر گئے۔ یہ توکل کا وہ اعلیٰ مقام ہے جس کی نظیر نہ پہلے انبیاء میں ملتی ہے اور نہ آپؐ جیسے توکل والا کوئی انسان دنیا میں پیدا ہُوا نہ پیدا ہوسکتا ہے۔

☆ دنیا میں عام مشاہدہ ہے کہ جن لوگوں کے پاس مال و دولت ہوتی ہے وہ اپنی اولاد کے حق میں اسے وقف کر چھوڑتے ہیں۔ رسولِ خدا ﷺ کے پاس دولت تو کبھی بھی جمع نہ ہوئی کیونکہ آپؐ ہمیشہ ہر چیز ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے۔ لیکن خدا نے آپؐ کو حکومت اور اقتدار و اختیار سے بھی مالامال کیا۔ اگر آپؐ چاہتے تو دنیا کے لوگوں کی طرح اپنی اولاد کے لئے کوئی معین حصہ بیت المال کے مصارف میں مخصوص کر دیتے۔ اگر چاہتے تو زکوٰۃ اور غزوات کے اموالِ غنیمت میں اپنی اولاد در اولاد کو بھی شامل کر دیتے لیکن آپ کی شانِ توکل علی اللہ کا کیا ہی حسین نمونہ ہے کہ آپ نے اپنی اولاد کے لئے کوئی ایسا استثنائی قاعدہ قانون نہ بنایا۔ باغیرت اور متوکل دل جو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو عطا فرمایا تھا وہ کیسے برداشت کر سکتا تھا کہ اپنی اولاد کو دیگر پیروکاروں پر اس پہلو سے ترجیح دے۔ پھر یہ بھی عین ممکن تھا کہ مسلمان، سادات کو صدقات کا اولین حقدار سمجھ لیتے اور سادات بھی انہی صدقات کو اپنا ذریعہ معاش سمجھ لیتے۔ اس کی پیش بندی کے طور پر ہمارے محسن آقا ﷺ نے یہ بھی فرما دیا کہ اِنَّ الصَّدَقَةَ لَا تَنْبَغِیْ لِآلِ مُحَمَّدٍ۔ (مسلم كتاب الزكوٰة باب ترک استعمال آل النبیؐ علی الصدقة)

یعنی میری ذریت ونسل کے لئے صدقہ وخیرات کی کوئی رقم لینا جائز نہ ہوگا۔ اس طرح آپؐ نے اپنی جسمانی ذریت کو اور ان کے حوالہ سے ساری روحانی ذریت کو بھی عزّتِ نفس اور توکل کا کیسا عمدہ سبق دیا اور ان کو خود محنت کرنے اور رزقِ حلال کما کر زندگی بسر کرنے کا راستہ دکھایا۔ آپؐ کے اس نمونہ میں سادات کے لئے یہ درسِ نصیحت بھی شامل ہے کہ اگر ایک متقی کی سات نسلوں تک خدا تعالیٰ رعایت رکھتا ہے تو وہ خدا خاتم المتقین ﷺ سے نسبت رکھنے والوں کا قیامت تک متکفل رہے گا بشرطیکہ وہ اس نسبت میں سچے اور وفادار ٹھہریں۔

☆ مسیلمہ کذاب کے ساتھ پیش آنے والا واقعہ بھی رسولِ پاک ﷺ کی شان توکل علی اللہ کو ایک عجیب انداز میں اجاگر کرتا ہے۔ یہ مدعی نبوت آپؐ کی زندگی میں ایک لشکر جرار لے کر مدینہ آیا اور آپ سے درخواست کی کہ اگر آپؐ اسے اپنے بعد خلیفہ مقرر کر دیں تو وہ اپنی جماعت سمیت آپؐ کی اطاعت کرنے کو تیار ہے۔ اگر کوئی دنیاوی مشن کا علمبردار ہوتا، دنیاوی وجاہت کا طالب ہوتا یا دنیاوی عزت وتوقیر کا متمنی ہوتا تو فوراً یہ پیشکش مان لیتا لیکن ہمارے آقا، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اس کی بات سنتے ہی اس کو ردّ فرما دیا۔ اور کھجور کی شاخ سے ایک چھوٹا سا تنکا اتار کر اسکی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے جلال سے فرمایا: **لَوْ سَاَلْتَنِیْ هٰذَا الْعَسِیْبَ مَا اَعْطَیْتُکَه**۔ (سيرة ابن هشام الجز الرابع صفحہ ۱۲۳ ذكر ما حدث بين الرسول ومسيلمة)

اگر اس ایک تنکا کے بدلہ میں مجھے تیری حمایت مل سکتی ہو اور تو اس کا سوال کرتا تو میں یہ ایک تنکا بھی تجھے دینے کو تیار نہیں۔ اللہ! اللہ! کیا شان ہے ہمارے آقا ومولیٰ کے توکل علی اللہ کی۔ یہ شان تو کسی اور نبی کی زندگی میں بھی نظر نہیں آتی۔

آپؐ کے عظیم توکل کی شان اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ اگر آپؐ چاہتے تو اسی وقت مسیلمہ کذاب کو پکڑ کر مروا دیتے کیونکہ وہ اس وقت مدینہ میں آیا ہوا تھا اور آپؐ کے ہاتھ کے نیچے تھا لیکن اس معاملہ میں بھی آپؐ نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا کہ خدا خود ہی اس جھوٹے کو اپنے دستِ قدرت سے ہلاک کر دے گا۔

ایک عظیم نکتۂ معرفت

توکل علی اللہ کے باب میں ہمارے آقا ومولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے یہ عظیم نکتۂ معرفت بھی اپنی امت کو سکھایا کہ ہر حال میں اپنے خدا کو یاد رکھو اور ہر ضرورت کے وقت خواہ وہ ہمالہ جیسی بڑی ہو یا جوتی کے تسمہ جیسی چھوٹی، ہمیشہ تمہاری نظر اسی خدا کی طرف اٹھے جو ہر چھوٹی بڑی ضرورت کو پورا کرنے والا ہے۔ اور پھر یہی نہیں کہ ایک دنیادار مطلبی شخص کی طرح صرف ضرورت پڑنے پر تمہیں خدا یاد آ جائے اور باقی وقتوں میں تم اپنے زورِ بازو یا لیاقت پر اترانے لگ جاؤ۔ آپ نے یہ نکتہ سمجھایا کہ حقیقی مومن وہ ہے جو ہر وقت اپنے آپ کو نعمائے الٰہی کا محتاج سمجھے اور اپنا کشکول لئے ہر وقت اس کے در پر بیٹھا رہے۔ ہر قدم پر آپ نے دعا سکھائی اور ہر اہم موقعہ کے لیئے ایک دعا تعلیم فرمائی۔ آپ نے نصیحت فرمائی کہ صحت کی حالت میں بھی خدا کو یاد رکھو کہ بیماری میں وہ تمہارا ساتھی اور شافی ہوگا۔ فراخی کے وقت میں بھی اپنے مولیٰ کو یاد رکھو کہ مشکل کے وقت وہ تمہارا معین ومددگار اور مشکل کشا ثابت ہوگا۔

حق یہ ہے کہ اس نصیحت پر سب سے زیادہ جس وجود نے عمل کیا وہ خود آپ کا وجودِ مبارک تھا۔ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے ہر وقت اپنے مولیٰ کی یاد میں مصروف رہتے، ہاتھ کاموں میں مصروف ہوتے اور دل خدا کی یاد سے آباد رہتا۔ عسر ویسر میں آپؐ کی آنکھ اسی خدا کی طرف اٹھتی جس پر آپ کا سارا توکل تھا۔ یہ کیفیت اسی کو نصیب ہوسکتی ہے جو توکل علی اللہ کے حقیقی مفہوم سے خوب آشنا ہو، جس کی نظر میں بس خدا ہی خدا ہو، جو اپنا سب کچھ راہ خدا میں فدا کر کے بس اسی کا ہو چکا ہو۔ لاریب یہی کیفیت ہمارے آقا ومولیٰ، رسولِ خدا ﷺ کی تھی۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

احباب کی اطلاع کے لئے تحریر ہے کہ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے رابطہ کے لئے درج ذیل فون/فیکس نمبر استعمال کریں۔

Telephone Number:
020 8870 8517

Fax Number:
020 8870 5234

خریداران الفضل انٹرنیشنل سے گزارش

الفضل انٹرنیشنل کے ہر خریدار کو ایک AFC نمبر دیا جاتا ہے جو آپ کے ایڈریس لیبل کے ساتھ درج ہوتا ہے۔ یہ آپ کا خریداری نمبر ہے۔ براہ کرم یہ نمبر محفوظ رکھیں اور دفتر سے خط وکتابت اور رابطہ کے وقت اس نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

(مینیجر)

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

BELA BOUTIQUE
ہر موسم اور موقع کے لئے زنانہ ملبوسات، فینسی سینڈلز،
مردانہ سوٹ، اچکن، پرنس سوٹ اور کھلا کپڑا
اس کے علاوہ کپڑوں کی سلائی اور مرمت Anderung کا مکمل انتظام ہے
Kaiser Str. 64 (Kaiserpassage-Laden 31-33) 60329 Frankfurt (Germany)
Tel: 069-24279400 - e:mail- BELAboutique@aol.com

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ

مجلس سوال و جواب

بتاریخ 22 دسمبر 1995ء

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ منعقدہ پروگرام 'ملاقات' 22 دسمبر 1995ء سے ایک سوال اور اس کا جواب اپنی ذمہ داری پر ھدیۂ قارئین ہے۔ (مدیر)

سوال: کیا انسان کی ہاتھ کی لکیروں کا بھی کوئی مقصد ہے۔ اور ان لکیروں کے بدلتے رہنے میں کیا کوئی معنی پوشیدہ ہیں؟

جواب: حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ: ہاتھ کی لکیریں بدلتی کوئی نہیں...... ہاتھ کی لکیریں اُسی طرح رہتی ہیں۔ جس طرح انگوٹھے کی لکیریں تبدیل نہیں ہوتیں۔ اگر یہ لکیریں تبدیل ہوتی رہتیں تو پھر انگوٹھے کے Impression کا اور اس کے نشان کا اعتبار ہی اُٹھ جاتا۔ اس لئے اب تو بعض جگہ مزید ضرورت کے لئے پورے پنجے کا نشان بھی لیتے ہیں۔ اور بہت سی ایسی سہولتیں مل گئی ہیں کہ خون کے لحاظ سے کئی لحاظ سے قطعیت کے ساتھ فیصلے ہو جاتے ہیں مگر مجھے یاد ہے ایک زمانے میں پورا ہاتھ کا نقش بھی لے لیا جاتا تھا۔ اور اب آپ یہ دیکھ لیں کہ لکیریں تو نہیں بدلتیں اور قسمت بدل جاتی ہے۔ ان معنوں میں کہ انسان کو ایک وقت ہدایت نصیب ہو جاتی ہے۔ اس کا مقدر ہی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور قسمت کا جو تدبیر کے ساتھ تعلق ہے یہ ایک ایسا رشتہ ہے جو کسی وقت کچھ دکھا سکتا ہے، کسی وقت کچھ دکھا سکتا ہے۔ یہ ساری باتیں ہاتھ میں اگر جمی ہوئی چیزوں کے طور پر آ جائیں تو پھر انسان با اختیار رہا ہی نہیں۔ پھر اس کو شعور عطا ہونا، اس کو اختیار عطا ہونا، جو چاہے کرے، مَنْ شَآءَ فَلْیُوْمِنْ وَمَنْ شَآءَ فَلْیَکْفُرْ۔ یہ سارا مضمون ہی ختم ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں آنحضرت ﷺ نے لعنت ڈالی ہے اُس پر جو ہاتھ دکھاتا ہے اور ہاتھ دیکھتا ہے اور سختی سے منع فرمایا ہے۔

جہاں تک ہاتھ سے یا چہرے سے یا پاؤں سے مزاج شناسی کا تعلق ہے یہ درست ہے۔ لیکن اس کا لکیروں سے کوئی تعلق نہیں اور وہ ایسی علامتیں ہیں جو بدلتی بھی رہتی ہیں اور ایسی علامتیں جن سے بعض دفعہ ان کی ابویّت کا پتہ چلتا ہے۔ اس شخص کے ماضی کا پتہ چلتا ہے، مستقبل کا نہیں۔ چنانچہ بعض لوگ ان روایات کو پیش کر کے اس سے استنباط کرتے ہیں۔ اس سے یہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ ہاتھ کی لکیریں بھی تھیں۔

آنحضرت ﷺ نے پاؤں دیکھ کر جانچنے والوں کے متعلق کوئی لعنت نہیں ڈالی۔ ایک مروّجہ طریق تھا عرب میں۔ لیکن پاؤں کو اب بھی آپ بغور دیکھیں تو پاؤں اس کے ماں باپ کی شناخت میں صاف مدد دیتے ہیں۔ بچوں کے دو قسم کے پاؤں ہوتے ہیں۔ یا ماں پر ہوتا ہے یا باپ پر۔ کوئی بھی عضو ایسا نہیں ہے جو اتنی واضح شناخت دکھاتا ہو جتنی پاؤں کی شناخت ہے۔ اگر FLAT FOOTED ہیں تو وہ اسی طرح دھبے کے دھبے یا باپ سے ملیں گے یا ماں سے ملیں گے۔ اور ان کے سٹائل دیکھ کر فوراً پتہ چل جاتا ہے کہ ماں کا ہے یا باپ کا۔ تو بعض عرب یہ دیکھا کرتے تھے کہ یہ اپنے باپ کی اولاد ہے کہ نہیں۔ یہ رواج تھا۔ وہ چہرے کی بجائے پاؤں پر انحصار کیا کرتے تھے۔ یہ رواج ہوں یا اس قسم کے اور رواج جن کا مزاج شناسی سے تعلق ہو یا ماضی سے تعلق ہو وہ ممنوع نہیں ہیں۔ تو آئندہ کی مقدر کی لکیریں بنتی نہیں ہیں۔

اب قیافہ شناسی جس کا ذکر ملتا ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے وہ بالکل درست ہے۔ چہرے کے آثار دیکھ کر اس کے دل کی نیکی، اس کی سچائی یہ ساری باتیں انسان پڑھ لیتا ہے۔ باوجود اس کے کہ نقوش سے اس کا تعلق نہیں ہے، کسی لکیر سے تعلق نہیں۔ یہ جو بات کرتے ہیں غیر طبعی ہے۔

یہ لکیریں جو پیدائش میں مٹھی بند ہونے سے بنتی ہیں اس کا ماں باپ سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ ماں باپ کی لکیریں وراثتاً نہیں ملا کرتیں۔ یہ اپنی ذاتی لکیریں ہیں۔ یہ بچے کے مٹھی کے بند ہونے کی حالت سے تعلق رکھتی ہیں اور اس حالت میں نو مہینے کے اندر وہ لکیریں جب سے ہاتھ بننے شروع ہوئے وہ خاص رنگ اختیار کر لیتی ہیں۔

لیکن جو قیافہ شناسی ہے اس میں بھی یہ یاد رکھیں کہ باوجود اس کے کہ یہ مستقبل کی بات نہیں یہ انسانی مزاج کو پڑھنے کی بات ہے۔ اس کا علم غیب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ بھی لکیروں پر مبنی علم نہیں ہے۔ وہ ہر شخص کی نیکی، اس کی سچائی، اس کا جھوٹ، ﴿سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ﴾ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ قرآن کریم سے ثابت ہے اہل جہنّم کے بھی سِیْمَاھُمْ ہوں گے اور اہل جنّت کے بھی سِیْمَاھُمْ ہوں گے۔ تو وہ تو آپ دیکھ لیں، کسی نیک دل صاف آدمی کو دیکھیں بعض دفعہ غیر احمدی مولوی جو ہیں ان میں بھی بڑے اچھے اچھے شریف النفس چہرے دکھائی دیتے ہیں۔ ہمیں یقین ہے کہ ان تک اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پیغام پہنچے تو ضرور قبول کریں گے۔ اس سے مجھے یہ بھی ضمناً خیال آیا، یہ فائدے کی بات ہے کہ سارے مولویوں کو بحیثیت مجموعی ردّ کر دینا یہ جائز نہیں ہے یعنی علماء میں بہت ایسے ہیں جو سادہ ہیں۔ بدزبان بھی نہیں ہیں۔ عادۃً شریف ہیں۔ علم تھوڑا ہے اور اپنے علماء کی باتیں سن کر خاص نہج پر چل پڑے ہیں۔ مگر ان کے چہرے سے ابھی تک سعادت کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اس کا تعلق ان کی دلی کی سوچوں سے ہے۔ ان نشانیوں سے ہے جن کے لئے کوئی معیّن قانون نہیں ہے۔ قانون تو ہے لیکن معین ایسا ظاہری علم نہیں ہے۔ ان کی شناخت کے طریق بتا دیئے۔ یہ فطرت سے تعلق رکھتا ہے یہ مضمون۔ ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ۔ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ﴾ (الرحمن: 4-5) میں یہ بھی شامل ہے اور اس بیان کے ذریعہ جو چہرے سے مزاج شناسی ہوتی ہے اسی کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی صداقت کی تائید میں پیش فرمایا اور تصویر کی اس غرض سے اجازت دیدی کہ جو لوگ دیکھیں گے اور جو مزاج شناس لوگ ہیں، چہرہ دیکھ کر صاف پتہ کر لیں گے کہ سچّا ہے۔ یہ جو بات ہے یہ خود سچائی کی علامت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خیال آ ہی نہیں سکتا تھا اگر دل میں آپ کو اپنی سچائی کا ایسا یقین نہ ہوتا کہ میرے چہرے پر اس سچائی نے اثرات پیدا کر دیئے ہیں اور بہت سے ہیں جو یہی دیکھ کے ایمان لے آتے ہیں۔ افریقہ سے تو کئی خط آتے رہتے ہیں۔ ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر کو دیکھا۔ پوچھا یہ کون ہے۔ اور اندر آیا۔ پتہ لگا کہ یہ تو جھوٹی نہیں ہو سکتی۔ تو تصویر دیکھ کر شناخت ہو سکتی ہے تو چہرہ دیکھ کر کیوں نہیں ہو سکتی۔

❁❁❁❁❁

ناروے کے اخبار
(AKERAVIS / GRORUDDALEN)
میں جلسہ سالانہ ناروے کا تذکرہ

(مرسلہ: محمود ایاز۔ سیکرٹری امور خارجہ۔ ناروے)

ذیل میں جماعت احمدیہ ناروے کے جلسہ سالانہ 2000 کے حوالہ سے جو خبر اخبار AKERAVIS /GRORUDDALEN کی 29 ستمبر کی اشاعت میں شائع ہوئی اس کا اردو ترجمہ قارئین الفضل انٹرنیشنل کی دلچسپی کے لئے پیش ہے۔

رومن سکول میں جماعت احمدیہ ناروے کا جلسہ سالانہ

عقیدہ اور روحانیت کے لئے اجتماع

جماعت احمدیہ ناروے نے رومن سکول میں بائیسواں جلسہ سالانہ منعقد کیا ہے۔ یہ دو دن عقیدہ روحانیت اور باہمی اخوت کے لئے مخصوص ہیں۔

فہیم سہیل جو کہ جلسہ سالانہ کے منتظم اعلیٰ اور سیکرٹری اطلاعات ہیں بیان دیتے ہیں کہ ہمارا بنیادی اصول ہے ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں''، ہم زن و مرد بچوں سمیت 900 افراد محض اس غرض کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں تا کہ ہم عقیدہ اور مذہب پر خاص توجہ دے سکیں۔

اس جلسے کا انعقاد جماعتی روایت ہے جس کا آغاز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قادیان میں 1891ء میں کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مطمح نظر یہ تھا کہ روحانی اقدار کو فروغ حاصل ہو اور مذہب اسلام میں جو بدرسومات رواج پکڑ چکی تھیں ان کا خاتمہ ہو۔ جماعت احمدیہ اسی مقصد کے لئے سرگرم عمل ہے۔

Truls Bolstad جنہوں نے 1957ء میں اسلام قبول کیا ہے کہتے ہیں کہ ہم دنیا پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اسلام امن اور آشتی کا مذہب ہے۔

1974ء جب سے جماعت احمدیہ ناروے رجسٹرڈ ہوئی ہے بولستاد اس وقت سے لے کر 2004ء کی موسم بہار تک جماعت احمدیہ ناروے کے قائد رہے ہیں۔ جس تیزی کے ساتھ جماعت احمدیہ ناروے کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے وہ اس امر پر مخر محسوس کرتے ہیں۔ ہمارا اجتماعی دائرہ کار بڑھا ہے اور اس کے ساتھ اجتماعی زندگی مضبوط ہوئی ہے اور ہم سب مل کر مشترکہ مقصد کے حصول کے لئے مصروف کار ہیں۔ بولستاد بیان دیتے ہیں۔

جماعت احمدیہ ناروے اسلام میں مغربی اقدار کی چھاپ لئے ہوئے ایک معتدل اور متوازن جماعت کے طور پر پہچانی جاتی ہے۔ ان کی خواہش ہے کہ مرد و زن کو مساوی حقوق حاصل ہوں۔ شادی بیاہ کے معاملات میں فریقین کو انتخاب میں آزادی حاصل ہو اور انسانوں کو یکساں آزادی کے بنیادی حقوق حاصل ہوں۔

تجدید دین

بولستاد کہتے ہیں کہ ہم دہشت گردی اور جنگ کے خلاف مصروف عمل ہیں۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر جہاد کے بارہ میں ایک نمائش کا بھی انتظام تھا جس کو اراکین جماعت نے اس خاص موقعہ کے لئے ترتیب دیا تھا۔ لفظ ''جہاد'' لغت کے مطابق مفہوم ہے نفسانی اور شیطانی تحریکات کے خلاف جدوجہد جس کے نتیجہ میں ایک بہتر انسان ابھر کر سامنے آتا ہے۔ نمائش تشدّد اور دہشت گردی کی تصاویر اور تحریرات پر مشتمل تھی مثلاً بسلان میں تشدد کا شکار ہونے والے انسان اور ورلڈ ٹریڈ سنٹر میں دہشت گردی کے شکار زخمی اور مجبور لوگ۔

بولستاد کہتے ہیں ہماری شناخت اسلام میں صرف ایک اصلاحی تحریک کے طور پر ہے۔ ذرائع ابلاغ میں جس طرح اسلام کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جاتا ہے کہ معاشرے میں کچھ گروہ جنگ و جدل اور تشدد کے ذریعے امن کو تہ و بالا کرتے ہیں اس کے برعکس ہم اپنا دفاع بالکل مختلف انداز سے کرتے ہیں۔ (وہ کہتے ہیں)

ہم بھی جہاد کرتے ہیں اور احمدیہ جماعت کے نزدیک جہاد کا مطلب ہے اپنا دفاع اور ہمارے اپنے دفاعی آلات ہیں۔ ہم تلوار اور جنگی آلات کی بجائے نیک کاموں، امن، اشاعت اور روحانی قوتوں کے ساتھ اپنا دفاع کرتے ہیں۔ بولستاد بتاتے ہیں۔

آزادی اور مساوات

سعدیہ جاوید صاحبہ جو عورتوں کی تنظیم کی سربراہ ہیں کہتی ہیں کہ عورتوں اور مردوں کا جلسہ سالانہ کے موقعہ پر علیحدہ علیحدہ انتظام ہے اور اس پر سختی سے عملدرآمد ہو رہا ہے۔ عورتوں کو جماعت احمدیہ میں ایک امتیازی اور اہم مقام حاصل ہے۔ بے شک نان و نفقہ مہیّا کرنے کی ذمہ داری مردوں پر ہے اس کے باوجود عورتیں ملازمت اور پیشہ ورانہ زندگی میں بھی شامل ہیں۔

RUNE TOKLE جو کہ لیبر پارٹی کے نمائندہ ہیں نے کہا کہ مسلمان ناروے میں ایک اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ نیز موصوف نے JENS STO LTENBERG کی طرف سے پیغام دیا کہ جماعت احمدیہ ناروے کا نہایت اہم کردار ہے۔ آپ دیگر مذاہب کے درمیان ربط اور باہمی اتحاد قائم کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کے علاوہ جماعت احمدیہ ناروے کو لورن سکوگ ڈسٹرکٹ کے میئر او گے تھوان اور TORUN SKOTEVIK جو کہ آئرس ہیوس لیبر پارٹی کی عورتوں کے گروپ کی نمائندہ ہیں کی میزبانی بھی حاصل تھی۔ ان دونوں مہمانوں نے اپنی تقاریر میں اس بات پر زور دیا کہ منافرت اور بے انصافی کے برعکس معاشرے میں آزادی، مساوات اور باہمی یکجہتی کتنی ضروری ہے۔ Tovan نے کہا جہاں تک اس مقصد کے حصول کا تعلق ہے احمدیہ جماعت صحیح راستے پہ گامزن ہے۔ ☆☆☆☆

جماعت احمدیہ فجی کے
38ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

طارق احمد رشید مبلغ سلسلہ فجی

الحمدللہ ثم الحمدللہ کہ امسال بھی جماعت احمدیہ فجی کو اپنی شاندار روایات کو قائم رکھتے ہوئے اپنا دو روزہ ۳۸واں جلسہ سالانہ مورخہ ۸، ۹ جنوری ۲۰۰۵ء بروز ہفتہ، اتوار منانے کی توفیق ملی۔ جلسہ خدا کے فضل سے نہائت بابرکت اور کامیاب رہا۔ پیارے آقا نے از راہ شفقت سپین سے احباب جماعت فجی کے لئے محبت بھرا سلام اور جلسے کی کامیابی کے لئے خصوصی پیغام بھی بھجوایا الحمدللہ۔

جلسہ کا آغاز مورخہ 8 رجنوری بروز ہفتہ نماز تہجد سے ہوا اور اس کے بعد صبح ۹ بجے مکرم مولانا نعیم احمد محمود چیمہ صاحب امیر و مشنری انچارج صاحب فجی اور نائب امیر صاحب فجی مکرم طاہر حسین منشی صاحب نے نعروں کی گونج میں جماعت اور ملک کے جھنڈے کی پرچم کشائی کی اور دعا کے بعد مسجد فضل عمر صووا کے ہال میں تلاوت قرآن کریم سے پہلے دن کے اجلاس اول کی کارروائی شروع ہوئی۔ حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام کے بعد مکرم امیر و مشنری انچارج صاحب نے احباب کے سامنے حضور انور کا محبت بھرا سلام اور نصائح سے بھرپور زندگی بخش اور کامیاب جلسے کے لئے دعاؤں سے معمور پیغام پڑھ کر سنایا۔ جو حضور انور نے اپنے دورہ سپین کے دوران مسجد بشارت سپین سے از راہ شفقت بذریعہ فیکس ایک روز پہلے ارسال فرمایا تھا۔ جس نے احباب جماعت کے دلوں میں محبت اور خدا کے حضور تشکر و حمد کا دریا بہا دیا کہ مولیٰ کریم ہمارے امام کو ہر آن اپنی حفاظت میں رکھے اور ہر موڑ پر کامیابی ان کے قدم چومے جنہوں نے اپنی دن رات مصروفیت اور محنت کے باوجود دنیا کے کونے میں بسنے والی جماعت کے غلاموں کو یاد رکھا۔

اس کے بعد محترم امیر صاحب نے چند نصائح افتتاحی خطاب میں بیان فرمائیں اور پہلے اجلاس کی افتتاحی دعا کروائی۔

اجلاس دوئم:

یہ اجلاس خصوصاً غیر از جماعت کے لئے رکھا گیا تھا جس میں ملک فجی کے پارلیمنٹ ممبرز؛ مختلف ملکوں کی ایمبیسی کے نمائندگان اور دیگر مذاہب کے لیڈروں کو بھی دعوت دی گئی تھی کہ وہ خود آ کر احمدیّت یعنی حقیقی اسلام کا پیغام سن سکیں۔ چنانچہ اس اجلاس میں تلاوت قرآن کریم اور منظوم کلام حضرت مسیح موعودؑ پیش کرنے کے بعد محترم امیر صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پیغام کا انگریزی ترجمہ پیش کیا۔ پیغام کے بعد ایک مفصل تقریر بعنوان ”آنحضرت ﷺ کا غیر مسلموں سے حسن سلوک“ پیش کی گئی جس کے بعد ۴ غیر مسلم مہمانوں نے اپنے علم کے مطابق نہائت اعلیٰ انداز میں اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ جو تعلیم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ لے کر آئے تھے اس کا صحیح پیغام آج احمدیوں کو پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے جس طرح فجی میں بنی نوعؑ انسان کی خدمت کے لئے سکول بنائے اور آج اس پروگرام میں کسی فرق کے بغیر سب کو دعوت دی یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اسلام امن کا مذہب ہے اور آج آپ اس کا اصل چہرہ لوگوں کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ آخر پر امریکہ کے سفیر نے بھی اسی طرح اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ جو تعلیم اسلام نے پیش کی ہے اصل میں گزشتہ انبیاء کی تعلیم کا تسلسل ہے۔

اجلاس کے اختتام پر مہمانوں کو قرآن کریم کے تحفے پیش کئے گئے۔ بعد میں مہمانوں کو ایک نمائش بھی دکھائی گئی جس میں قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کے علاوہ مختلف زبانوں میں جماعتی کتب جدید لٹریچر اور خلفاء اور شہداء احمدیّت کی تصاویر اور ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے نظام اور حضور انور کے افریقہ کے کامیاب دورہ کی تصاویر آویزاں تھیں۔

اجلاس سوئم:

نماز ظہر اور عصر کے بعد مرکزی جلسہ گاہ کے علاوہ لجنہ اماء اللہ کا علیحدہ پروگرام ہوا اور نو مبائع اور مہمانوں کے لئے انگریزی ترجمہ کا انتظام کیا گیا جہاں انہیں جماعت کے عقائد اور جماعتی نظام سمجھانے کے بعد سوال و جواب کا موقع دیا اور خدا کے فضل سے جلسہ کا پروگرام یوں کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتا رہا۔

دوسرا دن:

خدا کے فضل سے دوسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا اور درس حدیث دیا گیا اس دن دو اجلاس ہوئے جن میں مالی قربانی کی اہمیّت، نظام وصیت، برکات خلافت، وقف نو سکیم، سیرت و صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور دیگر موضوعات پر مقررین نے تقاریر ہوئیں۔

جلسہ بفضل اللہ تعالیٰ کامیاب اور بارونق رہا الحمدللہ۔ جزائر فجی کے اس جلسہ میں فجی کے ۴ جزائر ویتی لیوو، ونوا لیوو، تاویونی اور رامبی آئی لینڈ کے علاوہ طوالو اور کیریباس جزائر سے بھی نمائندگان نے شرکت کی اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ کے چند مہمان بھی شامل ہوئے۔

جلسہ کی حاضری ۳۰۰ صد سے زائد رہی جن میں خدا فضل سے ۵۰ کے قریب نو مبائع اور مہمان بھی شامل ہیں۔ اختتامی خطاب و دعا کے بعد غانا سے آئے ہوئے مبلغین کرام نے اپنے روایتی انداز میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ پڑھا اور تمام جلسہ گاہ کلمہ طیّبہ کے معطر ورد سے گونج اُٹھا۔ درخواست دعا ہے کہ مولیٰ کریم جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں اور کارکنان کو اجر عظیم سے نوازے اور سب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلسہ کی برکات سے حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

❁❁❁❁❁

اردو ادیبوں کے دلچسپ لطائف

تحریر: شیخ محمد اسماعیل صاحب پانی پتی - مرحوم

مشاہیر اردو ادب کے بعض نہایت دلچسپ و پرلطف وظرائف متعلقہ سوانح عمریوں اور ادبی تاریخوں میں اس کثرت کے ساتھ پھیلے ہوئے ہیں کہ اگر ان کو تلاش کر کے ایک جگہ جمع کیا جائے تو یقیناً ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جائے۔ مگر اتنی فرصت کس کے پاس رکھی ہے جو کچھ سامنے آیا ہدیہ ناظرین کر رہا ہوں۔ اس مختصر مجموعہ لطائف میں طنز کے نہایت لطیف نشتر بھی ہیں اور پاکیزہ مزاح کے بہترین نمونے بھی۔ ان کے مطالعہ سے جہاں قارئین کرام کو ادبی حظ حاصل ہوگا وہاں ظرافت و تمسخر کا فرق بھی معلوم ہو جائے گا۔

سر سید احمد خان:

ایک مرتبہ چندہ جمع کرنے کے لئے سر سید پنجاب آئے تو ایک جلسہ میں ان کا تعارف حاضرین جلسہ سے کراتے ہوئے پنجاب کے ایک مشہور سرکار پرست اور خطاب یافتہ رئیس نے فرمایا: ”یہ صاحب جن کا نام سر سید ہے اور جو اس وقت یہاں تشریف رکھتے ہیں مسلمانوں کی قومی کشتی کے ناکتخدا ہیں“۔

اس ”ناکتخدا“ لفظ پر ساری محفل ہنسنے لگی اور سر سید بھی اپنی ہنسی ضبط نہ کر سکے۔ (بیچارے نے بدحواسی میں بجائے ”ناخدا“ کے ”ناکتخدا“ کا لفظ استعمال کیا)۔

ایک دفعہ ایک شخص نے سر سید کو خط لکھا کہ اگر نماز میں بجائے عربی عبارتوں کے ان کا اردو ترجمہ پڑھ لیا جایا کرے تو کوئی حرج اور نقصان تو نہیں؟۔ سر سید نے جواب دیا: ”ہرگز کوئی حرج اور نقصان نہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ نماز نہیں ہوگی“۔

ایک مولوی صاحب نے سر سید کو خط لکھا کہ مَیں معاش کی طرف سے بہت تنگ ہوں۔ عربی جانتا ہوں۔ انگریزی سے ناواقف ہوں۔ کسی ریاست میں میری سفارش کر دیں۔ سر سید نے جواب دیا کہ ”سفارش کی میری عادت نہیں اور معاش کی تنگی کا آسان حل یہ ہے کہ میری تفسیر قرآن کا ردّ لکھ کر چھپوائیں۔ کتاب خوب بِکے گی اور آپ کی تنگی دور ہو جائے گی۔

❁❁❁❁❁

نواب محسن الملک:

محمڈن ایجوکیشن کانفرنس کے ایک سالانہ جلسہ میں مولوی رضی الدین بسمل نے ایک بڑی درد انگیز قومی نظم جلسہ میں سنائی جسے سن کر ہر آنکھ نم ہوگئی۔ نظم کے خاتمے پر نواب محسن الملک نے اٹھ کر کہا: ”مولوی رضی الدین صاحب نے اپنا تخلص تو بسمل رکھا ہے مگر نظم ایسی سنائی ہے کہ دوسروں کو بسمل کر دیا“۔

اپنے ایک لیکچر میں مولوی محسن الملک نے یہ لطیفہ سنایا: ”اب سے پچاس برس پہلے ایسا زمانہ تھا کہ جو مولوی اور حافظ ہوتے تھے وہی منصف اور جج بنائے جاتے تھے۔ گویا یہ عہدے صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص تھے۔ 1948ء میں ایک صاحب منشی بھولا ناتھ اتفاق سے منصف مقرر ہو گئے۔ چونکہ عام طور پر یہ عہدہ مسلمانوں کے لئے ہی مخصوص ہو گیا تھا اس لئے تمام روبکاروں پر ان کے نام کے ساتھ مولوی حافظ خان بہادر لکھنے کا عام دستور تھا۔ چنانچہ جب بھولا ناتھ منصف مقرر ہوئے تو سررشتہ دار نے حسب عادت ان کے ساتھ بھی لکھ دیا ”روبکار از دفتر خان بہادر مولوی منشی بھولا ناتھ صاحب“۔ منشی صاحب نے روبکار دیکھی تو جھلا کر سررشتہ دار سے کہا: ”کم بخت تو نے مجھے مسلمان بنا دیا“۔ سررشتہ دار کیوں چوکتا۔ فوراً دست بستہ کہنے لگا ”حضور منصف جو ہو گئے اس لئے آپ کے نام کے ساتھ اور کیا لکھتا؟“۔

❁❁❁❁❁

مولانا ذکاء اللہ:

خان بہادر شمس العلماء مولانا ذکاء اللہ وقت کے بڑے پابند تھے۔ ان کا معمول تھا کہ روزانہ دن کے ٹھیک نو بجے اپنے گھر سے نکل کر کہیں جایا کرتے تھے۔ مولوی صاحب دہلی کے کوچہ چیلاں میں رہتے تھے۔ ایک دن جو باہر نکلے تو سر سید کے لڑکے سید محمود اپنی گھڑی لئے اپنے مکان کے آگے ٹہل رہے تھے۔ مولوی ذکاء اللہ نے پوچھا ”میاں یہاں کیوں ٹہل رہے ہو؟“۔ سید محمود نے جواب دیا: ”جی مَیں اپنی گھڑی کو کوک دینی بھول گیا، اس لئے وہ بند ہو گئی۔ مَیں اب آپ کے انتظار میں ٹہل رہا تھا کہ اپنی گھڑی کا وقت درست کر لوں“۔

❁❁❁❁❁

آپ کے ملک میں ایسے ہونہار احمدی طلباء و طالبات یا ایسے احمدی مرد و خواتین جو علم کے میدان میں، کھیل کے میدان میں یا خدمت انسانیت کے مختلف میدانوں میں ملکی یا بین الاقوامی سطح پر نمایاں کامیابی حاصل کر کے شہرت پا چکے ہیں ان کے تعارف اور انٹرویوز پر مشتمل مضامین ہمیں بھجوائیں۔

(ادارہ)

MOT

Cars: £35 Vans: £40

Servicing, Tyres & Exhausts.

Mechanical Repairs

All Makes & Models

Rutlish Auto Care Centre

Rutlish Road

Wimbledon London

Tel: 020 8542 3269

بقیہ: دورہ فرانس ازصفحہ نمبر 16

گے۔اللہ کوخوف اور طمع سے پکارنا ہوگا۔اللہ کے فضل کے بغیراس تعلیم پرعمل نہیں کرسکتے۔اگر اللہ کا خوف اور اس کی خشیّت اور اس کا پیار تمہارے دل میں ہوگا تو تب ہی تمہارا عمل بھی اللہ کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق ہوگا۔لیکن یادرکھو کہ صرف زبانی دعووں سے یہ معیار حاصل نہیں ہوجائیں گے بلکہ دنیا کی ہرخواہش سے زیادہ اللہ کو حاصل کرنے کی خواہش ہوگی تب ہی یہ معیار حاصل ہوسکتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر تمہارے خلاف کوئی اوچھے ہتھکنڈے استعمال کرتا ہے اور اس کے مقابل تم بھی ایسا ہی کروتو تم فساد کرنے والے ہوگے نہ کہ اصلاح کرنے والے۔ایسی صورت میں تمہارا کام اللہ کے آگے جھکنا اس کا فضل مانگنا ،اُسکی پناہ چاہنا ہونا چاہئے۔تمہارا کام یہ ہونا چاہئے کہ اگر کوئی بھی انتہائی کوشش کرسکتے ہوتو دعا کرو۔یادرکھو اللہ اُن لوگوں کی جو نیک عمل کی انتہائی کوشش کرتے ہیں فتنہ وفساد میں حصہ نہیں لیتے ،اپنے خلاف یا اپنے عزیزوں کے خلاف بھڑکائی ہوئی آگ کا جواب نہیں دیتے بلکہ اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں اللہ ضرور اُن کی دعائیں سنتا ہے۔اللہ مومن بندوں کے قریب ہے۔اُن کی پکار سے اس کی رحمت جوش میں آجاتی ہے اور فتنہ وفساد کی آگ کو ٹھنڈا کردیتی ہے۔یہ ہے اسلامی تعلیم فتنہ وفساد کے مقابلہ میں ردّعمل دکھانے کی۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب دوسروں میں فتنہ وفساد کی حالت دیکھوتو انہیں سمجھاؤ۔انہیں اللہ کی طرف جھکنے کی تعلیم دو،اُن کے لئے دعا کروکہ اُن کی یہ حالت ختم ہوجائے۔لیکن افسوس کہ اس قرآنی تعلیم کو ماننے والے اس پراس طرح عمل نہیں کررہے جس طرح ہونا چاہئے۔آج کہیں بھی فتنہ پیدا ہوتا ہے تو اسلام کا نام لگادیا جاتا ہے چاہے ان کا اس سے تعلق بھی نہ ہو۔وہ بدنام ہوچکے ہیں اور بد سے بدنام بُرا ہوتا ہے۔اور یہ بدنامی انہوں نے خودکمائی ہے اس کے وہ خودقصوروار ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:لیکن ایک احمدی جس نے آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق کو مانا ہے جس نے قرآنی تعلیم کی خوبصورتی ہمیں بتائی ہے اب ہر احمدی کا فرض ہے کہ صلح کی اس خوبصورت تعلیم کو ہرشہر، ہرگلی میں پھیلائے۔ہرایک کونہ صرف منہ سے بلکہ عمل سے اس خوبصورت تعلیم کے نمونے دکھائے اور ہرکوئی کہہ اٹھے کہ اگراس تعلیم کا نمونہ دیکھنا ہوتو احمدیوں میں دیکھو۔ دنیا کو بتادیں کہ اللہ نے جو یہ فرمایا ہے﴿كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾۔یعنی تم بہترین امّت ہوجوتمام انسانوں کے فائدہ کے لئے نکالی گئی ہو۔اس کے نمونے اگر دیکھنے ہوں تو احمدیوں میں دیکھو۔ ہروقت ہر احمدی کو اپنی زبان اپنے ہاتھ سے اصلاح معاشرہ کے نمونے دکھانے چاہئیں۔اگر کوئی بات احمدی کے منہ سے نکلے وہ اتنی خوبصورت ہوکہ اس سے فساد کی آگ خود بخود ٹھنڈی ہو جائے۔

خداتعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز۔ربوہ
☆ ریلوے روڈ: 0092 4524 214750
☆ اقصیٰ روڈ: 0092 4524 212515
SHARIF JEWELLERS
RABWAH - PAKISTAN

حضور انور نے فرمایا: آج اگر اسلام پرکوئی کامل ایمان لانے والا ہے تو وہ احمدی ہے۔اس کامکمل ایمان ہے کہ اللہ اپنے اُس بندے کی جو ہمدرد ہو دعا سنتا ہے۔ ہر احمدی گھر کی سطح سے لے کر بین الاقوامی سطح پر فتنہ و فساد ختم کرنے کی جو بھی کوشش کرسکتا ہے کرے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک روایت میں ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کے چھ حق بتائے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔(۱) جب وہ اُسے ملے تو سلام کرے (۲) چھینک مارے تو یرحمک اللہ کہے۔(۳) بیمار ہوتو اس کی عیادت کرے۔(۴) اسکی دعوت کا جواب دے۔(۵) اُس کے فوت ہونے پر اس کا جنازہ پڑھے۔(۶) اُس کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے اور اُس کی غیر حاضری میں اس کی خیر خواہی کرے۔

اگر آپس میں یہ سلوک ہورہا ہوگا تو فتنہ وفساد کا سوال ہی پیدا نہیں ہوسکتا۔جب اس طرح دعائیں دے رہے ہوں گے ،جب اس طرح عیادت ہورہی ہوگی ، جب دوسروں کی غمی میں شریک ہورہے ہوں گے پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے نفس کے برابر دوسروں کو حق دے رہے ہوں گے تو کیا ایسے معاشرے میں فساد ہو سکتا ہے بلکہ وہاں محبت وپیار کے چشمے پھوٹیں گے۔ پس یہ ہے اصل جہاد اور ہر احمدی کو اس جہاد میں شامل ہونا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ایک اور جگہ فرمایا۔''اللہ اُس پر رحم نہیں کرے گا جو دوسروں پر رحم نہیں کرتا''۔نہ صرف فتنہ پیدا نہیں کرنا بلکہ اللہ کا پیار حاصل کرنے کے لئے دوسروں پر رحم کرو اُن کی مدد کرو۔جذبہ ہمدردی اُن کے لئے رکھو اُن کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھو۔

حضرت امّ کلثومؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے آنحضرت ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سُنا ''وہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا جو دوسروں کے درمیان صلح پھیلاتا ہے۔'' بعض لوگوں کو عادت ہوتی ہے جھوٹے معنی لیتے ہیں بات کو غلط رنگ دیتے ہیں اور اس طرح فساد پھیلاتے ہیں۔آپؐ نے فرمایا ہر بات کے اچھے معانی تلاش کرو۔ اس سے امن پیدا ہوگا اور تمہارا شمار سچوں میں ہوگا۔

حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا۔جوشخص لوگوں کے درمیان صلح پیدا کرتا ہے اللہ اس کے تمام اعمال ٹھیک کردیتا ہے اور اُسے اس شخص کے برابر بدلہ دیتا ہے جو غلام آزاد کروائے۔

انسانی زندگی کو آزادی دلانا نیکی کا بہت اعلیٰ معیار ہے اگر صلح کی کوشش کروگے تو نیکیوں کے اعلیٰ معیار حاصل کروگے۔یہ سلوک ہے جو صلح کروانے والے کے ساتھ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔

پھر آنحضرت ﷺ نے فرمایا اپنے بھائی کی مدد کرو،ظالم کی بھی اور مظلوم کی بھی۔پوچھا گیا کہ مظلوم کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے ظالم کی کیسے مدد کریں۔آپ نے فرمایا اس کو ظلم سے روکو اور اس سے اسے منع کرو یہی اس کی مدد ہے۔یہ ہے احمدی کا کام کہ ظالم کو اس کے ظلم سے روکے۔اگر کوئی ظلم کرے گا تو قانون کی گرفت میں آئے گا۔اللہ کی گرفت میں آئے گا ایک شخص کو اس گرفت سے بچانے کے لئے ظلم سے روکنے کیلئے اس کی مدد کرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج کل کے پڑھے لکھے معاشرے میں یہ تعلیم کسی نے نہیں دی بلکہ آج کل تو ایسے معاملات میں دوسرے بھی شامل ہوجاتے ہیں اور فساد کرنے لگ جاتے ہیں۔آجکل بھی ایسے ہی حالات ہیں جو 14 سو سال پہلے عربوں کے تھے مغرب میں ایسے حالات ہیں اور اس طرح دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی مختلف جہادی تنظیمیں جو قائم ہیں امن کے بجائے فتنہ پھیلاتے ہیں۔اگر کوئی احمدی بات کرتا ہے تو اس کے خلاف طوفان کھڑا کردیا جاتا ہے کفر کے فتوے لگتے ہیں حالانکہ احمدی جس تعلیم پرعمل کررہے ہیں یہی حقیقی اسلام کی تعلیم ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو دو اشخاص کے درمیان صلح کرواتا ہے اُسے اللہ شہید کے برابر ثواب دیتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ آج کل جہاد کے نام پر قتل و غارت کے بازار گرم کئے ہوئے ہیں۔نوجوانوں کی برین واشنگ کی جاتی ہے۔انہیں اکسایا جاتا ہے کہ اگر مرگئے تو شہید کا درجہ ہے اور شہید جنّت میں جاتا ہے۔حالانکہ اور بھی کام ہیں جن کے ذریعہ سے شہید کا درجہ ملتا ہے اور جنّت کا وارث ٹھہرتا ہے۔اس سے پتہ چلا کہ جنگ بھی وہ جائز ہے جو فتنہ وفساد کے خاتمہ کے لئے کی جائے۔جو دنیا میں امن اور صلح کی فضا پیدا کرنے کے لئے کی جائے نہ کہ بلاامتیاز شہری آبادیوں میں گولے پھینک کر معصوم بچوں،عورتوں، بوڑھوں کو قتل کیا جائے۔دونوں فریقوں کا یہی حال ہے کہ کوئی اس چیز کو امن قائم کرنے کی کارروائی قرار دیتا ہے اور کوئی اس کو جہاد کا نام دیتا ہے۔دوسرے تو ظلم کرہی رہے ہیں جو غیر ہیں اور اس میں بعض مغربی ممالک بھی شامل ہیں لیکن مسلمان تو اپنی تعلیم کی طرف دیکھیں۔وہ تو آنحضرت ﷺ کے اسوہ پر عمل کرتے ہوئے معصومین کی زندگی کی ضمانت بن کرنکلیں۔لیکن نہیں آج اگر یہ نیک کام کسی مسلمان سے ہوگا تو وہ احمدی مسلمان ہے۔کیونکہ احمدی نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے علم پاکر اس خوبصورت تعلیم کو سمجھا۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعودؑ کے بعض اقتباسات پیش فرمائے جن میں آپ نے جہاد کی حقیقت ،صلح وصفائی پھیلانے کی اہمیت اور ہمدردیٔ خلق بلاتخصیص مذہب وملّت اور نرم رویّے کے بارے میں اپنے ماننے والوں کو نصائح فرمائی۔

اس کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آج بھی حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کے نشان مختلف رنگوں میں مختلف ملکوں میں دکھا رہا ہے لیکن ان کو وہی دیکھ سکتا ہے جس کی آنکھ ہو۔کہیں کوئی مصیبت آتی ہے اور کہیں کوئی۔یہ سب کیا ہے۔آخر مںں حضور انور نے اختتامی دعا کے حوالے سے فرمایا کہ مسلمانوں کو دعاؤں میں یاد رکھیں جو اپنے اوپر ظلم ہونے کے باوجود ظالم ٹھہرائے جارہے ہیں۔پاکستان میں ظالمانہ قانون کے خاتمہ کے لئے دعا کریں،جس کی وجہ سے احمدیوں پر جب چاہے جو چاہے جس طرح چاہے ظلم کرلیتا ہے۔شہداء کے بچوں کے لئے دعا کریں۔پاکستان، بنگلہ دیش ،انڈیا کے احمدیوں کے لئے دعا کریں وہاں شرارتیں کرتے رہتے ہیں، بنگلہ دیش میں بھی فساد پیدا ہوتا رہتا ہے شاید پاکستان کے بعد سب سے زیادہ شہید بنگلہ دیش میں ہوئے ہوں،شہداء کی بیوی بچوں کے لئے بھی دعا کریں۔تمام شاملین جلسہ کو اللہ اپنی حفاظت میں رکھے جو یہاں آئے ہیں یا قادیان میں آئے ہیں۔قادیان میں حاضری 35000 ہے۔اللہ انہیں راستہ کے شر سے محفوظ رکھے۔

حضور انور نے فرمایا آپ لوگ بھی اور وہ بھی جو قادیان میں بیٹھے ہیں جو ان تین دنوں میں سنا ہے۔ اُسے اپنی زندگی کا حصہ بنائیں۔

حضور انور نے فرمایا تمام دنیا سے فتنہ وفساد دور ہونے کے لئے دعا کریں اور خاص طور پر مسلمانوں کے لئے دعا کریں۔عراق پر بہت ظلم ہورہا ہے اللہ اُن پر رحم کرے اور انہیں اس ظلم سے بچائے جو ظالم امن کے قائم کرنے کے بہانے اُن پر کررہا ہے اور مسلمانوں کو بھی عقل دے کہ وہ اس کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں اور آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق جو آنحضرت ﷺ کی تعلیم کو رائج کرنے کے لئے آئے اُن کو ماننے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور نے فرمایا کہ کچھ دن ہوئے سری لنکا اور دوسرے ممالک میں زلزلہ آیا ہے سخت تباہی آئی ہے اُن کے لئے دعا کریں اللہ تباہی سے بچائے۔عجیب بات ہے پچھلے سال بھی قادیان کے جلسہ کے دوران ایران میں زلزلہ آیا اور اس سال بھی آیا ہے۔یہ اتفاق نہیں ہے۔حضور انور نے فرمایا۔HUMANITY FIRST کے ذریعہ ان کی مدد کریں گے۔بڑی بڑی جماعتیں پروگرام بناکر ان کی مدد کریں۔اس کے بعد حضور انور نے اختتامی دعا کروائی۔

اختتامی دعا کے بعد احباب جماعت نے پرجوش نعرے لگائے۔افریقن احباب نے اپنے مخصوص انداز میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔قادیان سے بھی نعروں کی آوازیں آرہی تھیں جس کا جواب جلسہ میں موجود سب حاضرین دے رہے تھے۔

لجنہ اماء اللہ سے خطاب

اس کے بعد حضور انور لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے۔جہاں بچیوں نے خوش الحانی سے کورس کی شکل میں اردو اور فرنچ زبان میں پاکیزہ نظمیں پڑھیں اور اپنے پیارے امام کو خوش آمدید کہا۔لجنہ نے نعرے بھی لگائے۔

حضور انور نے اس موقع پر لجنہ کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: میں نے آپ لوگوں میں علیحدہ کوئی تقریر تو نہیں کی لیکن جو باتیں جلسہ میں کی ہیں وہ عورتوں کے لئے بھی اُسی طرح اہم ہیں جس طرح مردوں کے لئے ہیں۔عورتوں کے لئے بلکہ زیادہ اہم ہیں کیونکہ وہ اپنے گھر کی نگران ہوتی ہیں۔اگر آپ لوگ صحیح اسلامی تعلیم کو اپنالیں اور اس پر عمل کرنا شروع کردیں اور اپنے بچوں کو اپنے خاوندوں کو اس کے مطابق عمل کروانا شروع کردیں تو ایک انقلاب پیدا ہوسکتا ہے۔اس لئے

اس جلسے کے بعد ایک نئے عزم کے ساتھ جائیں اور جن کے خاوند نمازوں میں سُست ہیں ان کو نمازوں میں تیز کریں۔ جن کے بچے نمازوں میں سست ہوں ان کو نمازوں کی عادت ڈالیں ۔قرآن شریف کی گھروں میں تلاوت شروع کریں ۔نئی نسل آپ کی گودوں میں پل رہی ہے۔ اگر نئی نسل کی تربیت نہ ہوئی تو آپ پوچھی جائیں گی۔

حضور انور نے فرمایا جو نئی احمدی ہونے والی ہیں وہ یہ نہ دیکھیں کہ عہدیدار کیا کرتی ہیں اور پرانی احمدی خواتین کیا کرتی ہیں۔ یہ دیکھیں کہ اسلام کی تعلیم کیا ہے اور ہم نے اس پر کیا عمل کرنا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کس درد کے ساتھ اپنے ماننے والوں کو اس تعلیم پر عمل کرنے کی تلقین کی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بعض دفعہ بعض شکایتیں ہوتی ہیں کہ فلاں عہدیدار نے یہ کام نہیں کیا۔ حضور نے فرمایا آپ میں سے کسی نے بھی کسی عہدیدار کی بیعت نہیں کی ہوئی ۔خلیفہ وقت کی بیعت کی ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل ہو جائیں ۔اور آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کو پورا کرنے والی بنیں ۔اس لئے ہمیشہ اس کوشش میں رہیں کہ آپ نے اپنی اصلاح کرنی ہے اور ایک بہت بڑی ذمہ داری آپ پر ان اگلی نسلوں کی اصلاح کی ہے ۔اس کو بھی پورا کرنا ہے ۔انشاء اللہ تعالیٰ ۔اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق دے۔ آمین

لجنہ سے اس مختصر خطاب کے بعد ایک بجے حضور انور واپس مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لائے اور نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔

بیعت کی تقریب

نمازوں کی ادائیگی کے بعد بیعت کی تقریب ہوئی ۔جس میں سوئٹزرلینڈ سے جلسہ فرانس میں شامل ہونے والے چار سوِئس (SWISS) دوستوں نے حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا ۔ان میں سے تین دوست تو کچھ عرصہ قبل بیعت فارم پُر کر کے احمدیت میں داخل ہوئے تھے لیکن ایک دوست ابھی زیر تبلیغ تھے لیکن بیعت کے لئے راضی نہ ہوتے تھے وہ جلسہ سالانہ کے بابرکت ،روح پرور ماحول اور حضور انور کی شخصیت سے اس قدر متأثر ہوئے کہ انہوں نے جلسہ کے دوران ہی بیعت کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ حضور انور کے دست مبارک پر بیعت کا شرف حاصل کیا ۔اللہ تعالیٰ ان سب کو ثبات قدم عطا فرمائے۔

فرانس کے اس تیرھویں جلسہ سالانہ میں ملک میں موجود مختلف 38 اقوام کے آٹھ صد پندرہ احمدی احباب شامل ہوئے ۔سوئٹزرلینڈ کے علاوہ درج ذیل 12 ممالک سے بھی احباب ونمائندگان نے اس جلسہ میں شمولیت کی ۔انگلستان، جرمنی، ہالینڈ، بلجیم، امریکہ، کینیڈا، اٹلی، ماریشس، پاکستان، ناروے، بینن، MARTINIQUE۔

2:30 بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور انڈونیشیا، سری لنکا اور انڈیا میں آنے والے زلزلہ کے تعلق میں 'ہیومینٹی فرسٹ' کے چیئرمین کو ہدایات دیں۔ اس کے بعد حضور انور مشن ہاؤس کے گردونواح کے علاقہ میں سیر کے لئے تشریف لے گئے ۔قریباً نصف گھنٹہ کی سیر کے بعد واپسی ہوئی ۔اس کے بعد حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور ڈاک ملاحظہ فرمائی ۔ اور فیملی ملاقاتیں کیں ۔فیملی ملاقاتیں قریباً 3:30 بجے تک جاری رہیں۔ فرانس کی چھ جماعتوں کی 55 فیملیز کے 250 افراد نے حضور انور سے شرف ملاقات حاصل کیا ۔آج ملاقات کرنے والوں میں کینیڈا، بیلجئم، پاکستان ۔جرمنی اور سوئٹزرلینڈ سے آئے ہوئے بعض احباب اور فیملیز شامل تھیں ۔ملاقاتوں کے بعد پونے آٹھ بجے حضور انور نے مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں اس کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ میں تشریف لے گئے۔

جماعت احمدیہ فرانس کی مختصر تاریخ

فرانس میں اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت نے گزشتہ سالوں میں غیر معمولی ترقی کی ہے اور ہر میدان میں قدم آگے بڑھایا ہے۔ فرانس میں احمدیت کے نفوذ کی تاریخ اکتوبر 1924ء سے شروع ہوتی ہے۔ جب حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ چند مخلصین جماعت کے ساتھ فرانس تشریف لائے اور چند روز قیام فرمایا۔ حضور نے فرانس کے مذہبی حالات کا بھی جائزہ لیا اور پیرس میں تعمیر ہونے والی 'عالی شاہ' مسجد دیکھی اور اس کے محراب میں کھڑے ہو کر ایک لمبی دعا مانگی۔

پھر 1946ء میں دوسری جنگ عظیم کے بعد حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد پر مکرم ملک عطاء الرحمٰن صاحب مرحوم فرانس تشریف لائے اور پانچ سال تک فرانس میں تبلیغ کا فریضہ سرانجام دیتے رہے ۔مِسں ما گریٹ رومانی وہ پہلی تعلیم یافتہ خاتون تھیں جنہیں فرانس میں قبول اسلام کی توفیق ملی ان کا اسلامی نام عائشہ رکھا گیا ۔ملک عطاء الرحمٰن صاحب کے واپس جانے کے بعد 30 سال تک احمدیہ مشن کا کام بند رہا ۔1973ء میں کچھ احمدی خاندان فرانس میں آکر آباد ہوئے ۔ 13/جنوری 1981ء کو فرانس میں باقاعدہ جماعت رجسٹر ہوئی۔

1985ء میں مشن ہاؤس کی موجودہ عمارت خریدی گئی ۔13/اکتوبر 1985ء کو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے احمدیہ مشن ہاؤس فرانس 'بیت السلام' کا افتتاح فرمایا۔

گزشتہ سال جماعت فرانس کو مشن ہاؤس سے ملحقہ ایک رہائشی عمارت خریدنے کی توفیق ملی ہے ۔ فرانس کی سرزمین کو یہ سعادت حاصل ہے کہ یہاں چار خلفائے مسیح موعودؑ کے مبارک قدم پڑے ہیں اور اس زمین نے بہت دعائیں لی ہیں اور برکتیں لوٹیں ہیں۔ آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے پیرس کے علاوہ کئی دوسرے بڑے شہروں میں جماعت قائم ہو چکی ہے اور جماعت کا نظام بہت مضبوط، فعّال اور مستحکم ہے۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"

(انتخاب از منظوم کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

وحیٔ حق کے ظاہری لفظوں میں ہے وہ زلزلہ
لیک ممکن ہے کہ ہو کچھ اور ہی قسموں کی مار
کچھ ہی ہو پر وہ نہیں رکھتا زمانے میں نظیر
فوق عادت ہے کہ سمجھا جائے گا روز شمار
وہ تباہی آئے گی شہروں پہ اور دیہات پر
جس کی دنیا میں نہیں ہے مثل کوئی زینہار
ایک دم میں غمکدے ہو جائیں گے عشرتکدے
شادیاں کرتے تھے جو پیٹیں گے ہو کر سوگوار
وہ جو تھے اونچے محل اور وہ جو تھے قصر بریں
پست ہوجائیں گے جیسے پست ہو اک جائے غار
ایک ہی گردش سے گھر ہوجائیں گے مٹی کا ڈھیر
جس قدر جانیں تلف ہوں گی نہیں اُن کا شمار
پر خدا کا رحم ہے کوئی بھی اس سے ڈر نہیں
اُن کو جو جھکتے ہیں اس درگہ پہ ہو کر خاکسار
یہ خوشی کی بات ہے سب کام اُس کے ہاتھ ہے
وہ جو ہے دھیما غضب میں اور ہے آمرزگار
کب یہ ہوگا ؟ یہ خدا کو علم ہے پر اس قدر
دی خبر مجھ کو کہ وہ دن ہوں گے ایّام بہار
"پھر بہار آئی خدا کی بات پھر پوری ہوئی"
یہ خدا کی وحی ہے اب سوچ لو اے ہوشیار
یاد کر فرقاں سے لفظِ زُلْزِلَتْ زِلْزَالَھَا
ایک دن ہوگا وہی جو غیب سے پایا قرار
سخت ماتم کے وہ دن ہوں گے مصیبت کی گھڑی
لیک وہ دن ہوں گے نیکوں کے لئے شیریں ثمار
آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار
انبیاء سے بغض بھی اے غافلو اچھا نہیں
دُور ہٹ جاؤ اس سے یہ ہے شیروں کی کچھار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"یاد رہے کہ جس عذاب کے لئے یہ پیشگوئی ہے اس عذاب کو خدا تعالیٰ نے بار بار زلزلہ کے لفظ سے بیان کیا ہے۔ اگرچہ بظاہر وہ زلزلہ ہے اور ظاہر الفاظ یہی بتاتے ہیں کہ وہ زلزلہ ہی ہوگا لیکن چونکہ عادت الٰہی میں استعارات بھی داخل ہیں اس لئے یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ غالباً تو وہ زلزلہ ہے ورنہ کوئی اور جانگداز اور فوق العادت عذاب ہے جو زلزلہ کا رنگ اپنے اندر رکھتا ہے۔ ....مَیں نے مناسب سمجھا کہ دوسری پیشگوئی میں جو زلزلہ کے بارے میں ہے جہاں تک میری طاقت ہے لوگوں کو خبر کردوں تا شاید میری بار بار کی اشاعت سے لوگوں کے دل میں صلاحیت کا خیال پیدا ہوجائے۔ اور اس عذاب کے ٹلنے کے لئے اس بات کی ضرورت نہیں کہ کوئی عیسائی ہو یا ہندو یا مسلمان ہو یا کوئی شخص ہماری بیعت کرے۔ ہاں یہ ضرورت ہے کہ لوگ نیک چلنی اختیار کریں اور جرائم پیشہ ہونا چھوڑ دیں۔ (درثمین صفحہ 154 حاشیہ)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا
سالانہ چندہ خریداری
برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST, 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL U.K.

"الفضل ڈائجسٹ" کی ویب سائٹ کا پتہ یہ ہے:-

http://www.alislam.org/alfazal/d/

مکرم صوفی محمد اسحاق صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶؍اگست ۲۰۰۴ء کے مطابق مکرم مولانا صوفی محمد اسحاق صاحب ۴؍اگست کو بعمر قریباً ۸۱ سال وفات پاگئے۔ آپ نماز عصر کے لئے مسجد تشریف لے گئے تھے، ہارٹ اٹیک کی وجہ سے وہاں ہی وفات ہوگئی۔ آپ نے مولوی فاضل اور بی اے پاس کرکے ۱۵؍اگست ۱۹۴۵ء کو زندگی وقف کی۔ بیرون ملک پہلی مرتبہ ۲۶؍نومبر ۱۹۴۵ء کو سیرالیون روانہ ہوئے۔ آپ کو لائبیریا، کینیا اور یوگنڈا میں بھی خدمات کی توفیق ملی۔ اسی طرح آپ دفاتر تحریک جدید اور جامعہ احمدیہ میں بھی کام کرتے رہے۔

ہائیڈروپیتھی

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ۱۱؍فروری ۱۹۲۳ء کو لجنہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: "ایک قسم کا علاج بالماء ہے اس کو انگریزی میں ہائیڈروپیتھی کہتے ہیں اس میں تمام امراض کا علاج پانی کے ذریعہ کرتے ہیں، کبھی پلاکر کبھی غسل کے ذریعہ۔ پھر غسل کی مختلف صورتیں ہیں۔ کبھی چھینٹے دیتے ہیں اور بدن کو صاف کرتے ہیں کبھی گرم یا ٹھنڈے پانی میں تولئے بھگو کر رکھتے ہیں اور بدن کو صاف کرتے ہیں کبھی پورا غسل دیتے ہیں غرض تمام امراض کا علاج پانی سے کرتے ہیں"۔

ہائیڈروپیتھی کے بارہ میں جرمنی کے لوئی کوہنی کی کتاب "The New Science of Healing" کا اردو میں خلاصہ ۱۹۷۴ء میں جناب محمود احمد خانصاحب PCS ریٹائرڈ نے لاہور سے شائع کروایا تھا۔ اس کتاب سے اخذ شدہ چند معلومات روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۲؍جولائی ۲۰۰۴ء میں مکرم شفقت رسول صاحب نے پیش کی ہیں۔

مریض کے جسم میں موجود فاسد مادہ ہی بیماری کا اصل سبب ہے جسے نکالنے اور قوت دفاع کو بڑھانے کے لئے غسل وغیرہ کا استعمال کرایا جاتا ہے۔ یہ مادہ اُن اجزا سے بنتا ہے جن کی جسم کو ضرورت نہیں ہوتی اور بوجہ ناقص نظام ہضم کے جسم کے اندر ہی رہ جاتا ہے اور زیادہ تر جگر، گردے، انتڑیوں، جلد اور پھیپھڑوں کے قرب وجوار میں جمع ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ تمام بدن میں پھیل جاتا ہے۔ جب تک مذکورہ اعضاء مادۂ فاسد کا کچھ حصہ خارج کرتے رہتے ہیں جسمانی حالت قابل برداشت رہتی ہے جب ان کے افعال میں سستی پیدا ہوتی ہے تو زیادہ خرابیاں واقع ہوتی ہیں۔ اس سے ایک اہم نتیجہ نکالا گیا ہے کہ مرض کا سبب صرف ایک ہے یعنی مادۂ فاسد کی موجودگی۔ اگر یہ مادہ خارج ہوجائے تو جسم تندرست ہوجاتا ہے۔

ہائیڈروپیتھی طریق علاج میں چند غسل کے طریقے تجویز کئے گئے ہیں جن کے ذریعے آسانی سے مادۂ فاسد جسم سے خارج ہوجاتا ہے۔

اس طریق علاج میں غسل کی چار اقسام ہیں جو مریض کی طبیعت اور بیماری کی نوعیت کو مدنظر رکھ کر تجویز کئے جاتے ہیں یعنی Friction Sits Bath، Friction Hip Bath، Sun Bath اور Steam Bath۔

ہائیڈوروپیتھی میں مریض اپنا علاج خود کرسکتا ہے۔ معالج کی فیس، ادویات کے خرچ اور گراں قدر ادویہ کے اخراجات سے محفوظ رہتا ہے۔ مستورات اور بچوں کے لئے جو اپنی تکلیف بیان نہیں کرسکتے، یہ ایک نعمت ہے۔ نیز اس کا کوئی بداثر نہیں ہے۔

پھر اس طریق علاج میں خوراک پر بھی خاص توجہ دی گئی ہے۔ مثلاً بتایا گیا ہے کہ مریض کی قوت ہاضمہ کے لحاظ سے اس کو وہ غذا کھانی چاہئے جو اس کا معدہ ہضم کرسکے۔ غذا نباتاتی ہو یعنی پھل اور دودھ وغیرہ۔ نیز غذا جس قدر سریع الہضم ہوگی اسی قدر فائدہ مند ہوگی۔ چنانچہ غذا سادہ طریقہ سے پکائی جائے صرف نمک اور پانی میں۔ مصالحہ جات نہ ہی استعمال کریں تو بہتر ہے اور تیل بھی کم مقدار میں ڈالا جائے۔ روٹی کے لئے آٹا قدرے موٹا ہو اور چھان سمیت استعمال کریں۔ معدہ کی صفائی وغیرہ کے لئے موٹا آٹا مع چھان تیر بہدف ہے اور روٹی عمدہ سینکی ہوئی ہو۔ اسی طرح ہمیشہ بھوک رکھ کر کھائیں۔ باربار کھانے سے پرہیز کریں۔ جب تک پہلا کھانا ہضم نہ ہو اور اچھی طرح بھوک نہ لگے مزید کھانا نہ کھائیں۔ نیز چائے، قہوہ اور بازاری مشروب وغیرہ سے بھی حتی الامکان پرہیز کیا جائے۔

اس طریقہ علاج سے ہر قسم کے پیچیدہ امراض۔ اعضائے رئیسہ کی بیماریاں، امراض قلب، امراض دماغ اور امراض جگر وغیرہ کا خاص ذکر کیا گیا ہے ہائیڈروپیتھی سے ان کا مؤثر علاج بھی کیا گیا ہے۔ نیز ہائیڈروپیتھی کی ایک خاص خوبی یہ بھی دیکھنے میں آتی ہے اس سے اخلاقی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور جسم وذہن روحانیت کی طرف مائل رہتے ہیں۔

ماہنامہ "خالد" جولائی ۲۰۰۴ء میں شامل اشاعت مکرم ناصر احمد سید صاحب کی ایک نظم سے انتخاب پیش ہے:

وعدہ اس کا وفا مدام ہوا
پھر عطا ہم کو اک امام ہوا
نقش میں نقش ہوگیا زنجیر
حسن ہی حسن کا مقام ہوا
گردشیں اب غلام ہیں اس کی
جو کوئی آپ کا غلام ہوا
اس قدر روشنی تھی چہرے پر
ماہ کیا مہر بھی تمام ہوا

مکرم میاں لطیف احمد صاحب

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۳؍جولائی ۲۰۰۴ء میں مکرمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ اپنے والد مکرم میاں لطیف احمد صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے لکھتی ہیں کہ آپ 1938ء میں پیدا ہوئے۔ میٹرک کرنے کے بعد نیشنل بنک میں ملازم ہوئے اور امتحانات پاس کرتے کرتے منیجر بن گئے۔ ربوہ میں نیشنل بنک کی برانچ آپ ہی نے کھولی۔ کئی بار آپ کو اعلیٰ کارکردگی پر نقد انعام بھی ملا۔ آپ نہایت ایماندار آفیسر تھے۔ ہمیں ہمیشہ رزقِ حلال کھانے کی نصیحت کرتے۔ سچ کا دامن کبھی نہ چھوڑتے۔ اس وجہ سے کئی بار آپ کی ٹرانسفر دُور دراز علاقے میں کی گئی۔

مرحوم خدمت خلق کرکے خوش ہوتے۔ اگر کوئی بیمار یا ضعیف آدمی سڑک پر مل جاتا تو اکثر موٹر سائیکل پر بٹھا کر اس کو گھر چھوڑ کر آتے۔ سوالی کو کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتے۔ مقروض سے قرض کا تقاضا نہ کرتے۔ ہمارا گھر بڑی سڑک کے پاس ہے، اگر کوئی گاڑی یا ٹرک وغیرہ خراب ہوجاتا تو آدمیوں کو گھر لے آتے اور ان کے کھانے پینے اور سونے کا انتظام کرتے۔ ایک بار ایک ٹرک خراب ہوگیا تو آپ نے ٹرک والوں کو کھانا وغیرہ کھلا کر گھر میں سلایا اور خود بستر لے کر ٹرک کے پاس سوگئے۔

نیشنل بنک میں ان کی جگہ جو افسر متعین ہوکر آتا اس کو اپنے گھر ٹھہراتے اور ان کے کھانے پینے کا بندوبست بھی کرتے۔ بہت مہمان نواز تھے۔ گوجرہ میں نوکری کے دوران ایک مخالف کی شکایات پر آپکی ٹرانسفر کردی گئی۔ لیکن کچھ عرصہ بعد جب اُس کی ٹرانسفر ربوہ میں ہوئی اور اس کو ربوہ میں رہائش کی دقت تھی تو آپ نے نہ صرف تین سال تک اس کو اپنے گھر رکھا بلکہ اس کے کھانے پینے کا انتظام بھی کیا۔ رات کو روزانہ اس کے لئے دودھ لے کر جاتے رہے۔

غرباء کا بہت خیال رکھتے، غریب لڑکی کی شادی ہوتی تو رقم وغیرہ اکٹھی کرنے کا انتظام کرتے۔ عید پر عیدی کے پیکٹ بناکر محلّہ میں اور اپنے ڈیرہ پر غریب لوگوں میں تقسیم کرتے۔ وفات سے ایک دن قبل ایک غریب آدمی احمد نگر جاتے ہوئے دیکھا تو اس کو موٹر سائیکل پر بٹھاکر احمد نگر چھوڑ کر آئے۔

ایک احمدی بزرگ (جن کے غیر احمدی بیٹے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں) نے ربوہ میں رہنے کی خواہش ظاہر کی تو آپ ان کو اپنے گھر لے آئے۔ ان کا ناشتہ اور کھانا اپنے سامنے تیار کرواتے۔ یہ احمدی دوست ہمارے گھر رہے اور ہمارے گھر ہی فوت ہوئے۔ ریٹائرمنٹ کے بعد آپ اپنے محلّہ میں رشتہ ناطہ اور وقفِ جدید کے سیکرٹری بھی رہے۔ ۲۵؍اکتوبر ۲۰۰۳ء کو وفات پائی۔

گیس بھرے مشروبات

ماہنامہ "مصباح" ربوہ اگست ۲۰۰۴ء میں مکرمہ انیلہ منور صاحبہ نے گیس بھرے مشروبات کے بارہ میں ایک مختصر مضمون کسی طبی کتاب سے نقل کرکے بھجوایا ہے۔

اگر آپ کوئی اچھا سا تیل مثلاً مکھن لیں اور اسے گلاس بھر سوڈا واٹر میں ڈال دیں تو آپ دیکھیں گے کہ جلد ہی وہ گیس اور شکر بھری نقصان دہ چکنائی میں بدل جاتا ہے۔ دراصل گیس بھرے مشروبات میں پایا جانے والا سوڈیم کاربونیٹ چکنائی کو کھاجانے والا طفیلیہ ہے جو چکنائی اور اس کی قدروقیمت کو ضائع کردیتا ہے۔ پھر کسی بھی کولا مشروب کے چند اونس اپنی گاڑی کے بونٹ پر ڈالیں اور دیکھیں کہ پینٹ کے تیل پر کیا اثر ہوتا ہے۔ دیکھتے دیکھتے وہاں نشان پڑجائے گا اندازہ کریں اگر آپ کے جسم کے اندر یہی عمل ہو تو کس قدر خوفناک ہوگا۔ لہٰذا جوڑوں کے درد کے مریض اگر تندرست ہونا چاہتے ہیں تو انہیں ہمیشہ کے لئے ایسے مشروبات سے پرہیز کرنا ہوگا۔ اپینڈکس کی تکلیف کے علاوہ بچوں کے فالج اور پیٹ کی کئی بیماریاں انہی مشروبات کا نتیجہ ہوسکتی ہیں۔ کیونکہ یہ مشروبات تیل کی وہ تہ برباد کردیتے ہیں جو اعصابی بافتوں کی حفاظت کرتی ہے۔ یوں اعصابی خلیات ننگے ہوجاتے ہیں اور پولیو جیسے امراض کے خلیات ان میں گھس کر نشوونما پانے لگتے ہیں۔ بافتوں کے گرد تیل کی حفاظتی دیوار موجود ہو تو مضر وائرس حملہ آور نہیں ہوسکتے۔

ماہنامہ "مصباح" ربوہ مارچ؍ 2004ء میں ممبرات لجنہ کے نام اپنے منظوم پیغام میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کہتی ہیں:

ذہانت کی چمک آنکھوں میں ہے، جذبے ہیں سینوں میں
یدِ بیضا ہیں پوشیدہ، بہت سی آستینوں میں
جو مغرب کو نئے اطوار جینے کے سکھائیں گے
ہیں ایسے بھی کئی چہرے انہی پردہ نشینوں میں
انہیں گودوں سے پاکر تربیت، نکلیں گی وہ نسلیں
جو اس دنیا کو ڈھالیں گی نئے چلنوں قرینوں میں
خدا کی لونڈیاں ہیں ہم اور اس پر ناز ہے ہم کو
ہے شیوہ عاجزی اپنا، ہیں شامل کمترینوں میں

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 Friday January 28, 2005 Issue No. 04

معاشرہ میں پھیلے ہوئے فتنہ وفساد کی اصلاح کے لئے آج اگر کوئی حل ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم ہے۔

ہر وقت، ہر احمدی کو اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے اصلاح معاشرہ کے نمونے دکھانے چاہئیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا جماعت احمدیہ فرانس کے جلسہ سالانہ اور جلسہ سالانہ قادیان سے اختتامی خطاب۔

جلسہ کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں پر مشتمل فرانس کے صدر،وزیر اعظم، متعدد دیگر وزراء اور اہم شخصیات کے پرخلوص پیغامات

(فرانس میں حضور انور ایدہ اللہ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

(تیسری قسط)

28/دسمبر2004ء بروز منگل:

حضور انور نے جلسہ گاہ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔آج جلسہ سالانہ فرانس اور جلسہ سالانہ قادیان کا آخری دن تھا۔پروگرام کے مطابق آج حضور انور کا جلسہ سالانہ فرانس اور جلسہ سالانہ قادیان کے لئے اختتامی خطاب تھا جو MTA کے ذریعہ LIVE نشر ہوا۔

حضور انور گیارہ بجے جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو احباب جماعت نے پرجوش اسلامی نعروں کے ساتھ حضور انور کا استقبال کیا۔

مقامی مئیر کا خطاب

پروگرام کے باقاعدہ آغاز سے قبل علاقہ Saint Prix کے مئیر JEAN -PIERRE ENJALBERIT نے حاضرین جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سب سے پہلے تو میں آپ لوگوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ لوگوں نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دی ۔آپ میں سے کچھ لوگ تو کافی دنوں سے یہاں آئے ہوئے ہیں اور بعض آج کے پروگرام میں شمولیت کے لئے آئے ہیں ۔آپ کا انتظام ہر لحاظ سے اچھا ہے کہ ہر چیز امن وسکون کے ساتھ ہو رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ آج اسلام کا جو چہرہ دوسرے مسلمان پیش کر رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے ۔اسلام کا اصل چہرہ تو یہ جماعت احمدیہ ہے جو اسلام کا پُرامن اور خوبصورت رُخ دکھا رہی ہے۔

یہ مئیر پہلے جماعت کے سخت مخالف تھے۔انہوں نے چند سال قبل جماعت کا موجودہ مشن یہ الزام لگا کر سِیل (Seal) کروا دیا تھا کہ اس مشن ہاؤس سے فساد پیدا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی تقدیر دیکھیں کہ آج یہی مئیر صاحب اسی مشن ہاؤس میں آکر جس کو انہوں نے سِیل کیا تھا جماعت کی تعریف میں رطب اللسان ہیں کہ اگر کوئی امن پسند جماعت ہے تو یہی ہے اور یہی جماعت اسلام کا خوبصورت چہرہ دکھا رہی ہے۔

یہ مئیر صاحب صرف پانچ منٹ کے لئے آئے تھے، اپنے مختصر خطاب کے بعد جب حضور انور کا پُر معارف خطاب سننے بیٹھے تو پھر اُٹھ نہ سکے اور پورا خطاب سنا۔بعد میں بھی آدھ گھنٹہ VIP مارکی میں بیٹھے رہے اور انتہائی متأثر ہو کر اور یہ کہہ کر واپس گئے کہ جو بھی آپ کا کام ہو مجھے بتائیں ۔مَیں آپ کی خدمت کے لئے حاضر ہوں۔

سرکردہ اہم شخصیات کی طرف سے جلسہ کے لئے خصوصی پیغامات

اس کے بعد مکرم اشفاق ربّانی صاحب امیر جماعت فرانس نے صدر صاحب مملکت فرانس اور دیگر سرکردہ حکام کی طرف سے آنے والے جلسہ کی مناسبت سے خصوصی پیغامات پڑھ کر سنائے ۔درج ذیل احباب نے اپنے خطوط و پیغامات میں نیک خواہشات کا اظہار کیا اور جلسہ کی کامیابی کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔

1۔صدر مملکت فرانس JACQUES CHIRAC
2۔وزیر اعظم فرانس JEAN-PIERRE RAFFARIN
3۔وزیر داخلہ DOMINIQUE DE VILLEAI N
4۔وزیر خارجہ XAVIER DARCOS
5۔وزیر محنت، افرادی قوت اور معاشرتی یکجہتی: JEAN -LOUIS AORLOO
6۔وزیر دفاع XAVIER DE FURST
7۔وزیر برائے ریٹائرڈ فوجی HAMALOUI MEKACHERA
8۔وزیر صنعت PATRICK DEVEDJIAN
9۔وزیر برائے بیرونی تجارت FRAMCOIS LOOS
10۔مشیر برائے وزارت خارجہ NICOLAS GALEY
11۔وزیر کلچر اینڈ کمیونیکیشن JERONF SEGUY
12۔SAINT DENIS کے ڈپٹی مئیر HERVE BRAMY
12۔فرسٹ سیکرٹری سوشلسٹ پارٹی FRANLOIS HOLLANDE

جماعت احمدیہ فرانس کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ جماعت کے جلسہ پر حکومت کے سرکردہ حکام نے اپنے خطوط کے ذریعہ اپنے خیالات اور نیک تمنّاؤں کا اظہار کیا ہے اور وہ بھی بڑی تعداد میں۔پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا۔گزشتہ سالوں میں حکومتی محکموں میں جماعت کی کہیں بھی شنوائی نہیں تھی ۔لیکن اب اللہ کی تقدیر نے یہ انقلاب برپا کیا ہے۔

جماعت فرانس کا اور پھر سال 2004ء کا یہ آخری جلسہ سالانہ اپنے اندر بہت سے نشانات لئے ہوئے آیا اور جماعت کی کامیابی اور روحانی فتوحات کے نئے دروازے کھولتا ہوا اختتام کو پہنچا۔

جلسہ سالانہ فرانس اور قادیان سے اختتامی خطاب

اس کے بعد اختتامی پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو اسرار الحق صاحب نے کی اور اس کا ترجمہ بھی پڑھا۔اس کے بعد موریطانیہ کے ایک احمدی نوجوان موسیٰ سمارے نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام: 'ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے'، کے ابتدائی اشعار خوش الحانی سے پڑھ کر سنائے ۔بعدہٗ حضور انور نے حاضرین جلسہ فرانس وقادیان سے اختتامی خطاب فرمایا۔حضور انور جونہی ڈائس پر تشریف لائے تو جلسہ گاہ نعروں سے گونج اٹھی ۔ساتھ ہی قادیان کی جلسہ گاہ بھی نعروں سے گونج اٹھی۔MTA کے ذریعہ قادیان کے جلسہ کی تصاویر ،مناظر اور نعرے سنائی دے رہے تھے۔

جماعت احمدیہ کی تاریخ میں یہ پہلا موقع تھا کہ ''قادیان'' کی ''گمنام بستی'' سے لگائے جانے والے نعرے MTA کے ذریعہ LIVE ساری دنیا میں سنائی دے رہے تھے۔قادیان سے جو آوازیں اٹھ رہی تھیں وہ دنیا کے چپہ چپہ پر گونج رہی تھیں۔چشم فلک نے پہلے یہ نظارہ کبھی نہ دیکھا تھا ۔فرانس کی سرزمین سے MTA کو محض اللہ کے فضل سے یہ سعادت نصیب ہوئی کہ تصاویر کے ساتھ قادیان میں وقفہ وقفہ سے لگائے جانے والے پُرشوکت نعروں کی آوازیں LIVE ساری دنیا میں پہنچیں ۔سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ اور پھر فرانس کے جلسہ سے ان نعروں کا جواب بھی ساری دنیا نے LIVE سنا۔

اختتامی خطاب کا آغاز کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد،تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد درج ذیل آیت تلاوت کی۔﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا۔ اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾۔

(الاعراف: 57)

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بے شمار انبیاء مبعوث فرمائے اُن سب کا ایک بہت بڑا مقصد اپنی قوم کے لوگوں کی اصلاح کرتے ہوئے انہیں پیار ومحبت سے رہنا سکھانا تھا۔اپنی اپنی قوموں کے حالات کے مطابق وہ ان کی تربیت کرتے رہے۔ اس کی انتہاء اس وقت ہوئی جب محسن انسانیت خاتم الانبیاء حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کا ظہور ہوا۔اس محسن انسانیت نے انسانوں کو انسان کی عزت کرنے کی جو تعلیم دی وہ ایک عالمگیر تعلیم ہے۔یہ ایسی تعلیم نہیں جو کسی خاص مذہب کے ماننے والوں کے اپنے حالات کے مطابق ہو۔ایک مومن اگر اس تعلیم پر عمل کرے اور اس کے نمونے پیش کئے جائیں تو دنیا میں ہر طرف محبت اور پیار کی خوشبوئیں پھیلیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں کئی جگہ پر محبت، پیار، صلح صفائی پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور مومنوں کو نصیحت فرمائی ہے۔ جو آیت میں نے تلاوت کی ہے اسمیں بھی اسی طرح توجہ دلائی گئی ہے۔''اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ اور اُسے خوف اور طمع کے ساتھ پکارتے رہو۔یقیناً اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب رہتی ہے۔''

تم جو مومن کہلاتے ہو اور اس بات کے دعویدار ہو کہ ہم ایمان لائے ،حضرت اقدس محمد ﷺ کی امت میں داخل ہو گئے ۔تم جو یہ دعویٰ کرتے ہو اس حسین اور خوبصورت تعلیم کے ساتھ ہم دنیا سے فساد ختم کر دیں گے،تم جو یہ دعویٰ کرتے ہو اس خوبصورت تعلیم کے بعد ہماری اصلاح ہو گئی ۔اسلامی معاشرے کی اصلاح ہو گئی ۔اس تعلیم سے پہلے معاشرے کی کیا حالت تھی۔ ہر طرف فتنہ وفساد تھا۔ہر جگہ ہر کوئی ایک دوسرے کے حقوق غصب کرنے والا تھا اور آج بھی اگر کسی معاشرے میں فتنہ وفساد ہے تو اس کی اصلاح کے لئے اگر کوئی حل ہے تو وہ آنحضرت ﷺ کی تعلیم ہے۔اس کے لئے تمہیں عملی نمونے پیش کرنے ہوں

باقی صفحہ نمبر 12 پر ملاحظہ فرمائیں